نصرۃ

میگزین

نصرۃ میگزین شمارہ ۳۳
نومبر / دسمبر ۲۰۱۶ بمطابق
صفر / ربیع الاول ۱۴۳۸ ہجری

عطاء بن خلیل ابو الرشتہ

(امیر حزب التحریر)

تفسیر سورۃ البقرۃ آیات ۱۴۶-۱۵۰

حلب کے مسلمان اللہ سے دعا کے لیے اپنے ہاتھ اٹھا رہے ہیں کہ مسلمانوں کی افواج اُن کو بچانے کے لیے حرکت میں آئیں

مقبوضہ کشمیر کی آزادی کے لیے مظاہرہ

ایمان کے سامنے خوف اور طاقت کے ہتھیار ناکام

خلافت پر حنفی علماء کی فقہی رائے

حکومت ہاتھ میں لینے کا شرعی طریقہ

نصرة میگزین

نومبر/دسمبر 2016 بمطابق صفر/ربیع الاول 1438 ہجری

اس شمارے میں

اداریہ: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سوا کسی کے سامنے نہ جھکو		1
تفسیر سورۃ البقرۃ 146 تا 150	شیخ عطاء بن خلیل ابوالرشتہ	2
خلافت پر حنفی علماء کی فقہی رائے	عثمان بدر	6
حکومت ہاتھ میں لینے کا شرعی طریقہ	بلال المہاجر	9
مقبوضہ کشمیر سے بے وفائی	محمد عاطف	12
ہندو ریاست کے ہاتھوں ہماری بڑھتی ہوئی ذلت ورسوائی	حزب التحریر ولایہ پاکستان	16
بھارت کشمیری مسلمانوں کو قتل کر رہا ہے	مرکزی میڈیا آفس حزب التحریر	18
حلب کے مسلمان اللہ سے دعا کے لئے اپنے ہاتھ اٹھا رہے ہیں	حزب التحریر	19
اسلام اور مسلمانوں کے دشمنوں سے اتحاد ذلت ورسوائی کا سبب بنے گا	حزب التحریر ولایہ پاکستان	24
کیا تدرج کے قائل لوگوں کے پاس کوئی دلیل یا شبہ دلیل ہے؟	سوال وجواب	25
علم حدیث میں شواہد اور متابعات	سوال وجواب	31
روس ترک سربراہی ملاقات	سوال وجواب	34
مقبوضہ کشمیر کی آزادی کے لیے مظاہرے	پریس ریلیز ولایہ پاکستان	38
کشمیر کی آزادی کے لیے اقوام متحدہ اور بین الاقوامی برادری سے التجائیں	پریس ریلیز ولایہ پاکستان	39

اداریہ: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سوا کسی کے سامنے نہ جھکو

خوف ایک ایسا طاقتور احساس ہے کہ اگر اس پر نگاہ نہ رکھی جائے تو یہ معاشرے کو جامد اور مفلوج کر دیتا ہے۔ اور جب ایک بار معاشرہ جامد ہو جاتا ہے تو وہ گلنا سڑنا شروع ہو جاتا ہے یہاں تک کہ ہر شے ختم ہو جاتی ہے۔ خوف صحیح اور غلط کے متعلق ہمارے تصورات جن پر ہمارا یقین ہوتا ہے انہیں بے کار کر دیتا ہے۔ عمل کا دارومدار صرف اس پر نہیں ہوتا کہ ہم جانتے ہوں کہ کیا صحیح ہے اور کیا غلط بلکہ اس کے ساتھ ساتھ حق و سچ کی خاطر کھڑے ہونے کے لئے ارادے کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ خوف کی کئی اقسام ہو سکتی ہیں۔ اس بات کا خوف کہ ہمارے مفادات برباد ہو جائیں گے، اس بات کا خوف کہ ایک اعلیٰ مقصد کے لئے خطرہ مول لینا کا نتیجہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ نہ صرف ہم وہ حاصل نہ کر سکیں جو ہمارا ہدف ہے بلکہ جو کچھ ہمارے پاس ہے اس سے بھی محروم ہو جائیں۔

کشمیر کے مسئلے کے حوالے سے کیا صحیح ہے اور کیا غلط وہ بالکل واضح ہیں۔ ہندو ریاست وادی میں موجود مسلم اکثریتی آبادی کو وحشیانہ مظالم کا نشانہ بنا رہی ہے۔ اس مسئلہ کا تعلق پاکستان کے تصور سے جڑا ہے۔ برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کو ہندو اکثریت کی دشمنی کا خوف لاحق تھا۔ انہوں نے سیاسی طریقے سے اپنے مخصوص تہذیبی و ثقافتی شناخت پر زور دیا۔ کشمیر 2016 میں بھی 1947 کے مقام پر کھڑا ہے۔ یہ پاکستان کی اخلاقی ذمہ داری کی ایک یاد دہانی ہے۔ مسلمانوں کو ایک ایسی ریاست کی ضرورت ہے جہاں وہ بغیر کسی ظلم کے اسلام کے مطابق زندگی گزار سکیں۔ ایسے زبردست اخلاقی مقدمے کی موجودگی میں پاکستان کے مسلمان ایک جیسے دو مسائل پر دو مختلف فیصلے کیسے لے سکتے ہیں؟ آج کشمیر وہاں کھڑا ہے جہاں 1947 میں پاکستان کھڑا تھا۔

کشمیر کے مسئلہ میں جو چیز رکاوٹ بن رہی ہے وہ خوف ہے جسے پاکستان کی نااہل، غیر مخلص اور غدار سیاسی و فوجی قیادت نے پھیلایا ہے۔ خوف کے حق میں وہ دلائل پیش کیے جا رہے ہیں جو کشمیر کے مسئلے کو حل کرنے کے لئے حرکت میں آنے سے روک رہے ہیں۔ یہ کہا جاتا ہے کہ جنگ صرف تباہی لاتی ہے۔ یہ کہا جاتا

پاکستان کے مسلمان ایک جیسے دو مسائل پر دو مختلف فیصلے کیسے لے سکتے ہیں؟ آج کشمیر وہاں کھڑا ہے جہاں 1947 میں پاکستان کھڑا تھا۔

ہے کہ مسلم دنیا انتشار کا شکار ہے اور اس صورتحال میں اپنے حق کے لئے مقابلہ کرنا خطرناک ہے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ دو ایٹمی قوتوں کے درمیان جنگ نہیں ہو سکتی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آزادی کی تحریک کی مسلح حمایت کے نتیجے میں بین الاقوامی تنہائی کا شکار ہو جائیں گے۔ یہ بھی کہا جاتا ہیں کہ پاکستان کمزور ہے اور بین الاقوامی طاقتوں خصوصاً امریکہ کی تائید کے بغیر کشمیر کی حمایت نہیں کر سکتے۔ اور یہ کہ بھارت کی روایتی جنگ کی صلاحیت پاکستان سے بہت زیادہ ہے۔

ایک سادے تجربے سے آپ یہ فیصلہ کر سکتے ہیں کہ یہ تمام دلائل جھوٹے اور غلط ہیں۔ اس معاملے میں کشمیر کو نکال کر اس کی جگہ لاہور یا سیالکوٹ کو رکھ کر دیکھیں اور اب اچانک ہر چیز ممکن نظر آنے لگے گی۔ اب جنگ ضروری ہے۔ اب آپ یہ نہیں سوچیں گے کہ بین الاقوامی برادری کیا کہے گی اور کیا کرے گی۔ اب ہر کوئی لڑ سکتا ہے چاہے وہ ریاستی ادارہ ہو یا غیر ریاستی گروپ۔ اور آپ کو یہ بھی نظر آئے گا کہ دشمن ایٹمی حملوں سے خوفزدہ بھی ہے۔

مسلمانوں کے پاس ایک طاقتور احساس ہے جو خوف اور شکست کے احساس کو ختم کر دیتا ہے۔ اور وہ احساس ہے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا خوف جو ہر قسم کے خوف پر غالب آ جاتا ہے۔ ہم اللہ کے سواء کسی کے سامنے نہیں جھکتے، ہم اللہ کے احکام کے مطابق چلتے ہیں اور ہم اللہ کے احکامات کے علاوہ کسی کی پروا کرتے ہیں۔ کشمیر مدد کے لئے چیخ رہا ہے، پکار رہا ہے اور حل پاکستان کی افواج کے ذریعے جنگ ہے۔ کشمیری کبھی نہیں جھکیں گے، کبھی نہیں مانیں گے اور اس وقت تک آرام سے نہیں بیٹھیں گے جب تک اسلام کی حکومت قائم نہ ہو جائے۔ اور کشمیر اس وقت آزاد ہو گا جب ہم اسلام کے اس حکم کو یاد کریں گے کہ مسلم سرزمین کا دفاع اور اس کی آزادی لازمی ہے چاہے وہ کہیں بھی ہو یعنی کشمیر لاہور ہے اور لاہور کشمیر ہے۔ امت ایک ہے اور ان کے درمیان قومیت کی بنیاد پر کوئی تخصیص کوئی فرق نہیں ہے۔ کشمیر اس وقت آزاد ہو گا جب امت اسلام کے احکامات کو زبان کے ساتھ ساتھ عملاً اختیار کرے گی اور جب اس کی افواج پاکستان میں خلافت کے قیام کے اسلامی منصوبے کی حمایت کریں گی۔

تفسیر سورۃ البقرۃ 146 تا 150

مشہور فقیہ اور رہنما، امیر حزب التحریر، شیخ عطاء بن خلیل ابو رشتہ کی کتاب "**التيسير في أصول التفسير**" سے اقتباس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءهُمْ وَإِنَّ فَرِيقاً مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ * الْحَقُّ مِن رَّبِّكَ فَلاَ تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ * وَلِكُلٍّ وِجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا فَاسْتَبِقُواْ الْخَيْرَاتِ أَيْنَ مَا تَكُونُواْ يَأْتِ بِكُمُ اللّهُ جَمِيعًا إِنَّ اللّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ * وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَإِنَّهُ لَلْحَقُّ مِن رَّبِّكَ وَمَا اللّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ * وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنتُمْ فَوَلُّواْ وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ لِئَلاَّ يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ إِلاَّ الَّذِينَ ظَلَمُواْ مِنْهُمْ فَلاَ تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِي وَلأُتِمَّ نِعْمَتِي عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ﴾

"جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ ان (محمد ﷺ) کو اتنی اچھی طرح پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔ اور یقین جانو کہ ان میں سے کچھ لوگوں نے حق کو جان بوجھ کر چھپا رکھا ہے۔ اور حق وہی ہے جو تمہارے پروردگار کی طرف سے آیا ہے، لہٰذا شک کرنے والوں میں ہرگز شامل نہ ہو جانا۔ اور ہر گروہ کی ایک سمت ہے جس کی طرف (عبادت کے لیے) وہ رُخ کرتا ہے۔ لہٰذا تم نیک کاموں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔ تم جہاں بھی ہوگے، اللہ تم سب کو (اپنے پاس) لے آئے گا۔ یقیناً اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اور جہاں سے بھی تم نکلو، اپنا منہ مسجدِ حرام کی طرف کرو۔ اور تم جہاں کہیں ہو، (نماز میں) اپنے چہرے اُسی کی طرف رکھو، بے شک وہ تمہارے پروردگار کی طرف سے حق ہے۔ اور تم لوگ جو کرتے ہو اللہ اس سے بے خبر نہیں۔ اور تم جہاں سے نکلو مسجد حرام کی طرف منہ (کر کے نماز پڑھا) کرو۔ اور مسلمانو تم جہاں ہوا کرو اس (مسجد) کی طرف رخ کیا کرو تاکہ لوگوں کو تمہارے خلاف حجت بازی کا موقع نہ ملے۔ البتہ ان میں جو لوگ ظلم کے خوگر ہیں (وہ کبھی خاموش نہ ہوں گے)، سو اُن کا کچھ خوف نہ رکھو، ہاں میرا خوف رکھو۔ اور تاکہ میں تم پر اپنا انعام مکمل کردوں اور یہ بھی کہ تم ہدایت حاصل کرلو"(البقرۃ:150-146)

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل باتیں ارشاد فرمائیں ہیں:

1- یہودی اور نصرانی علماء اور ان کے مذہبی پیشوا (راہب) یہ جانتے تھے کہ محمد ﷺ ہی وہ موعود نبی ہیں جس کا ذکر ان کی کتابوں میں ثبت ہے۔ انہیں اس کا یقینی علم تھا بلکہ آپ ﷺ کو اپنے بیٹوں کی طرح پہچانتے تھے، مگر اس کے باوجود ان میں سے ایک گروہ ایسا تھا جو اس حق کو چھپاتا تھا اور ضد و عناد کی وجہ سے اس کو ظاہر نہیں کرتا تھا۔ **(آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ)** "جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے"، اس سے مراد ان کے علماء اور مذہبی پیشوا ہیں، ان کے مذہبی پیشوا ان کے علماء ہی تھے اور اس کا قرینہ اللہ تعالیٰ کا قول **(يَعْرِفُونَهُ)** "وہ پہچانتے ہیں" ہے۔ وجہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بارے میں پہچان ان کو اپنی کتابوں سے ہی حاصل ہوئی تھی، (یعنی اپنی کتابوں سے استدلال کر کے آپ ﷺ کو پہچانتے تھے)، لہٰذا یہ اس بات کا قرینہ ہے کہ **(آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ)** "جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے" سے وہ لوگ مراد ہیں جو کتاب کا علم رکھتے تھے اور یہ علماء ہی تھے۔ یہی وہ لوگ تھے جنہیں حضور ﷺ کی بابت معرفتِ حقیقی حاصل تھی، رہے عوام، تو ان کی معرفت تقلیدی تھی جو انہیں علماء اور مذہبی پیشواؤں کے ذریعے حاصل ہوئی تھی۔

2- یہاں اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنے رسول ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ جو باتیں وہ چھپاتے ہیں، وہ تیرے رب کی طرف سے ہیں اور حق ہیں، یعنی آپ کے بارے میں ان کی آگاہی و معرفت ایسی ہے جیسے وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔ اسی حقیقت کو وہ لوگ چھپاتے بھی تھے، جبکہ وہی حق ہے جو تیرے رب کی طرف سے ان کے پاس آیا ہے۔ سو آپ اس حق پر یقین رکھتے ہوئے ان کے انکار کو عناد اور ہٹ دھرمی سمجھیے، یعنی ان کے انکار کی وجہ عدم معرفت نہیں، کیونکہ آپ کا رسول اللہ ہونا ان کی کتابوں میں مذکور و مسطور ہے۔

(فَلاَ تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ) "لہٰذا شک کرنے والوں میں ہرگز شامل نہ ہو جانا "یعنی جیسے پہلے سے آپ کو کوئی شک نہیں تھا، اپنی اس صفت پر برابر قائم رہنا۔ یہ مطلب اس لیے لیا گیا کیونکہ لغت میں کسی کو ایسے کام سے روکنا جس میں وہ مبتلا نہ ہو، اپنی حالت پر اس کو مداومت اور ہیشگی اپنانے کا معنی دیتا ہے، تاکہ اس صفت کی تاکید کی جائے۔ جیسے کسی طالب علم سے کہا جائے " اَن پڑھ نہ بنو" اس کا مطلب ہوتا ہے کہ گویا آپ اس کو طالب علم ہو کر رہنے کی تاکید کرتے ہیں، یہ مطلب نہیں کہ وہ اَن پڑھ ہے، اور آپ اس کو طالب علم بننے کی دعوت دے رہے ہیں۔

سو اس نہی کے وقت آپ ﷺ کی جو حالت تھی وہ یہ تھی کہ آپ شک کرنے والوں میں سے نہیں تھے۔ اس بنا پر اس نہی کا فائدہ یہ ہوگا کہ آپ ﷺ اپنی حالت پر برقرار رہے اور وہ یہ کہ آپ ﷺ پہلے سے ہی ممترین یعنی شک کرنے والوں میں سے نہیں تھے۔

یہاں جس پیرائے میں کلام کیا گیا ہے، ایسا ہی قرآن میں ایک اور جگہ بھی آیا ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے رسول ﷺ کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: (فَلاَ تَكُونَنَّ ظَهِيرًا لِلْكَافِرِينَ) "پس آپ کافروں کے ہرگز مددگار نہ بننا" (القصص:86) اور (وَلاَ تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ) "اور ہرگز ان مشرکین میں شامل نہ ہونا" (القصص: 87)، ان جیسی آیتوں میں یہی کہا جائے گا کہ کافروں کا مددگار نہ ہونے کی حالت وکیفیت پر برابر قائم رہنا، اور مشرکین میں سے نہ ہونے کی صفت پر قائم ودائم رہنا، کیونکہ جس وقت یہ "نہی" اتر رہی تھی، آپ ﷺ نہ تو کفار کے مددگار تھے، نہ ہی مشرکین میں سے تھے۔

3- اس کے بعد اللہ سبحانہ بتاتے ہیں کہ یہود ونصاریٰ اور مسلمانوں میں سے ہر ایک کے لیے اپنا قبلہ (رخ کرنے کی سمت) ہے جس کی طرف وہ منہ کرتے ہیں اور ہمیں نیک اعمال میں مسابقت کی دعوت دیتے ہیں۔ اس دوسری آیت میں بیان کیا گیا ہے کہ کوئی بھی چیز اللہ کی قدرت سے خارج نہیں، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سب کو جمع کریں گے خواہ کہیں بھی ہوں۔ پھر ان کو صبر کرنے کا صلہ دیں گے۔ تو اللہ سبحانہ کسی بھی شے سے نہیں دبتے بلکہ وہ ذات ہر چیز پر قادر ہیں۔

(أَيْنَ مَا تَكُونُوا يَأْتِ بِكُمْ اللَّهُ جَمِيعًا) " تم جہاں بھی ہوگے، اللہ تم سب کو (اپنے پاس) لے آئے گا " اس آیت میں (أينَ) ظرف مکان (Adverb of time) ہے، جس میں شرط کا معنی بھی پایا جاتا ہے۔ (يَأْتِ) یہ فعل (verb) ہے اور ما قبل میں آئی شرط کا جواب ہے۔ معنی یہ ہے کہ تم جہاں بھی ہوگے (شرط) اللہ سبحانہ وتعالیٰ سب کو لے آئے گا (جواب شرط) اللہ کو کوئی چیز بے بس نہیں کر سکتی۔

4- پھر اللہ سبحانہ آخری دو آیتوں میں جدید قبلہ میں اقامت اختیار کرکے اور اس کی طرف سفر کرکے متوجہ ہو جانے کی تاکید فرماتے ہیں، یعنی البیت الحرام کی طرف۔ (وَحَيْثُ مَا كُنتُمْ) "اور تم جہاں کہیں ہو" اور (وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ) "اور جہاں سے بھی تم نکلو"، یہ مکرر تاکید اُن تاثرات کے ازالے کے لیے ہے جن کا قبلۂ اول کے منسوخ ہونے پر دلوں میں پیدا ہونا ممکن تھا، جبکہ ایک عرصے تک اس کی طرف نمازیں بھی پڑھی گئیں۔ اس تاکید سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے اور جدید قبلے کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں جس کا اللہ نے حکم دیا ہے۔ اس سے دلوں کو اس کے حق ہونے کا علم ہو جائے اور یہ کہ اللہ سبحانہ ہر عمل پر بدلہ دیں گے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی بھی چیز سے بے خبر نہیں بلکہ وہ ہر چیز کا احاطہ کیے ہوئے ہیں، (يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُحْضَرًا وَمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوءٍ تَوَدُّ لَوْ أَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ أَمَدًا بَعِيدًا) "وہ دن یاد رکھو جس دن کسی بھی شخص نے نیکی کا جو کام کیا ہوگا اسے اپنے سامنے موجود پائے گا اور برائی کا جو کام کیا ہوگا اس کو بھی (اپنے سامنے دیکھ کر) یہ تمنا کرے گا کہ کاش اس کے اور اس کی بدی کے درمیان بہت دُور کا فاصلہ ہوتا!" (آل عمران:30)۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کسی چیز سے غافل وبے خبر نہیں (وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ

عَمَّا تَعْمَلُونَ) "اور اللہ تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں۔" (البقرۃ:74)

5۔ جیسا کہ سابقہ آیت (**قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ**) میں ہم واضح کر چکے ہیں کہ آپ ﷺ اللہ سبحانہ سے مسلسل یہ دعا مانگتے رہتے تھے کہ انہیں بیت المقدس کی جگہ کعبہ شریف کی طرف منہ کرنے کا حکم دے دیں، تاکہ مشرکینِ عرب بالخصوص مکّہ والوں کے پروپیگنڈے اور یہود کی اڑائی ہوئے افواہوں کو بند کیا جائے۔ عرب کہتے تھے کہ یہ نبی تو اپنے باپ ابراہیمؑ اور اپنی قوم کا مخالف ہے، یہود کہتے تھے کہ نبیِ موعود کا قبلہ کعبہ ہے نہ کہ بیت المقدس۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کی دعا قبول کر کے ان کا قبلہ کعبہ قرار دیا، (**فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا**) "سو ہم تم کو اسی قبلے کی طرف جس کو تم پسند کرتے ہو منہ کرنے کا حکم دیں گے" (البقرۃ:144)۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے پہلا قبلہ بیت المقدس کو بنایا تھا اور پھر چند سال بعد قبلے کو کعبے کی طرف پھر دیا۔ اس میں کیا کیا حکمتیں تھیں، اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں۔ البتہ ان آیاتِ عظیمہ میں غور وتدبر کر کے ہم اس حکم کے اندر موجود بعض حکمتیں معلوم کر سکتے ہیں، بالخصوص آیت (**وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنتَ عَلَيْهَا إِلاَّ لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّنْ يَنقَلِبُ عَلَى عَقِبَيْهِ**) "اور جس قبلے پر تم (پہلے) تھے اس کو ہم نے اس لیے مقرر کیا تھا کہ معلوم کریں کہ کون پیغمبر کا تابع رہتا ہے اور کون الٹے پاؤں پھر جاتا ہے" (البقرۃ:143) کو سامنے رکھ کر۔ اسی طرح یہ آیت (**لِئَلاَّ يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ إِلاَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ**) "تاکہ لوگوں کو تمہارے خلاف حجت بازی کا موقع نہ ملے" (البقرۃ:150) پس ان دو آیتوں کے اندر غور کر کے ہمیں دو حکمتیں نظر آتی ہیں۔

پہلا: تغیر قبلہ کے حکم سے ایک طرف اُن ضعیف الایمان لوگوں کی حالت آشکار ہوئی جن کی طرف شیطان نے راستہ پا کر ان کے دلوں میں یہ وسوسہ ڈالا کہ قبلہ کی تبدیلی اس نبی کے سچا نہ ہونے کی نشانی ہے، چنانچہ ان کا ایمان ڈانواں ڈول ہو کر ان کی حالت کا انکشاف ہوا۔ دوسری طرف صادق مومنوں کی پہچان بھی ہوئی، کیونکہ انہوں نے رسول ﷺ کی سچائی پر مطمئن ہو کر اللہ کے اس فرمان پر عمل کیا اور یہ کہ احکام دینے والا اللہ ہے، اور اس کا امر حق ہے، اس لیے ان کا بیت المقدس اور اس کے بعد کعبہ کی طرف متوجہ ہونا سب اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حکم سے ہے اور اس کے اس حکم میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ یہ ایک حکمت تھی۔

دوسرا: اس سے مشرکین اور یہود کے ان کفار کے قول کی حقیقت کا بھانڈا پھوٹ گیا۔ اس طرح کہ انہوں نے جو بات کہی تھی صرف حجت بازی کے لیے اور ضد وعداوت پر مبنی ہے، تلاشِ حق کے لیے نہیں تھی۔ کیونکہ تحویل قبلہ کے بعد بھی وہ برابر افواہیں اڑانے میں سرگرم رہے۔ اس حکمت کا ذکر اس آیت میں ہے کہ (**لِئَلاَّ يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ إِلاَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ**) "تاکہ لوگوں کو تمہارے خلاف حجت بازی کا موقع نہ ملے۔ البتہ ان میں جو لوگ ظلم کے خوگر ہیں (وہ کبھی خاموش نہ ہوں گے)"۔ تو وہ ظالم یہود اور عرب مشرکین جنہوں نے پہلی بھی حجت بازی کی تھی، اب بے بنیاد دلیلیں لانے لگے جو ان کی نری ضد ہی تھی۔ چنانچہ تحویل قبلہ کے بعد یہود کہنے لگے کہ،ما تحول للكعبة إلا ميلاً لدين قومه وحباً لبلده وليس طاعةً لربه" جدید قبلے کی طرف محض اپنی قوم کے دین کی طرف میلان کی بنا پر پھرا ہے، اسے بس اپنے شہر سے محبت ہے، رب کی اطاعت کی بات نہیں"، عرب کہنے لگے: إنه علم أن قبلته الأولى خطأ وها هو عاد إلى قبلة آبائه" اس کو پتہ چل گیا ہے کہ پہلا قبلہ غلط تھا، لو دیکھو اپنے آباؤ اجداد کے قدیم قبلے کی طرف پلٹ آئے ہیں"۔

بیت المقدس سے کعبہ کی طرف قبلہ پھیر دینے سے متعلقہ آیات میں غور و فکر سے جو حکمت سمجھ میں آتی ہے، یہ اس کے کچھ پہلو ہیں۔ اس میں بلا شبہ دیگر عظیم پہلو موجود ہیں جن کا علم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے پاس ہے۔

اور (**الظالمون**) "اور ظالم" وہ ہوتے ہیں جو بے موقع کام کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ایسی باتیں دلیل میں لے آتے ہیں جو دلیل بننے کی قابل نہیں ہوتیں، صرف کٹ حجتی کرتے ہیں۔ "**حجة**" ہر اس چیز کو کہتے ہیں جسے مقابل فریق بطور دلیل کے پیش کرتا ہے، درست ہو یا غلط، اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے: (**وَالَّذِينَ يُحَاجُّونَ فِي اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا اسْتُجِيبَ لَهُ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ**) "اور جو لوگ اللہ کے بارے میں بعد اس کے کہ اسے (مومنوں نے) مان لیا ہو جھگڑتے ہیں ان کے پروردگار کے نزدیک ان کا جھگڑا لغو ہے۔ اور اُن پر (اللہ) کا غضب ہے اور اُن کے لیے سخت عذاب ہے" (الشوری:16) اور اللہ سبحانہ کا یہ قول: (**يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تُحَاجُّونَ فِي إِبْرَاهِيمَ وَمَا أُنْزِلَتْ التَّوْرَاةُ وَالإِنجِيلُ إِلاَّ مِنْ بَعْدِهِ أَفَلاَ**

تَعْقِلُونَ) "اے اہل کتاب! تم ابراہیم کے بارے میں کیوں بحث کرتے ہو حالانکہ تورات اور انجیل ان کے بعد ہی تو نازل ہوئیں تھیں؛ کیا تمہیں اتنی بھی سمجھ نہیں ہے؟" (آل عمران:65)۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے بے تکے اقوال کو بھی حجت کے تحت داخل کیا گیا، کیونکہ وہ اپنے اقوال کو دلیل کے طور پر پیش کرتے تھے۔

پھر اللہ سبحانہ آیت کا اختتام ان کلمات کے ساتھ فرماتے ہیں کہ ہم (مسلمان) ان حجت باز لوگوں سے خوفزدہ نہ ہوں جو صرف ہٹ دھرمی اور ضد کی وجہ سے بے تکی دلیلوں کی تلاش میں رہتے ہیں، ہم اللہ سے ہی ڈرتے ہیں کیونکہ وہی ذات مہربان ہے اور نعمتوں والی ہے، اسی کی نعمت اور مہربانی ہے کہ قبلہ اور شریعت کے حوالے سے ہمیں واضح حق پر رکھا اور اسلام و قبلۂ اسلام کے خلاف باتیں بنانے والوں کی زبانیں بند کر دیں، بلاشبہ اُس نے اپنی طرف سے ہم پر نعمت مکمل کر دی اور ہمیں سیدھا راستہ دکھایا، ارشاد ربانی ہے: (**وَلأُتِمَّ نِعْمَتِي عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ**) "اور تاکہ میں تم پر اپنا انعام مکمل کر دوں اور یہ بھی کہ تم ہدایت حاصل کر لو"۔

بقیہ صفحہ 24 سے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، إنما الإمام جُنة يُقاتَل من ورائه ويُتّقى به "بے شک خلیفہ ہی ڈھال ہے، جس کے پیچھے رہ کر لڑا جاتا ہے، اور اسی کے ذریعے تحفظ حاصل ہوتا ہے" (مسلم)۔ اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ بھی فرماتے ہیں کہ ساری دنیا کے کفار مل کر بھی تمہارا مقابلہ نہیں کر سکتے اگر میری مدد تمہارے ساتھ ہے، **إِنْ يَنصُرْكُمُ ٱللَّهُ فَلاَ غَالِبَ لَكُمْ وَإِنْ يَخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا ٱلَّذِي يَنصُرُكُمْ مِّنْ بَعْدِهِ وَعَلَى ٱللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ ٱلْمُؤْمِنُونَ** "اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے تو اس کے بعد کون ہے جو تمہاری مدد کرے؟ ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیے" (آل عمران:160)۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ پاکستان کو طاقتور بننے کے لئے اسلام اور مسلمانوں کے دشمنوں سے اتحاد کرنے کی نہیں بلکہ خلافت کے منصوبے کی ضرورت ہے۔

ولایہ پاکستان میں حزب التحریر کا میڈیا آفس

25 ذی الحجہ 1437 ہجری بمطابق 27 ستمبر 2016

بقیہ صفحہ 30 سے

لہٰذا تدرج کے قائل لوگوں کے پاس کسی قسم کی کوئی دلیل یا شبہ دلیل بھی نہیں جو اسلام کے ایک جزو کے نفاذ اور کفر کے ایک جزو کے ذریعے حکومت کے جواز پر دلالت کریں۔ یہ عظیم منکر ہے جو کہ قطعی دلائل کے خلاف ہے جو اسلام کے تمام احکام کو نافذ کرنے کے فرض ہونے کی دلائل ہیں، الحمد للہ رب اللعالمین۔

آپ کا بھائی عطاء بن خلیل ابو الرشتہ

19 رمضان 1437 ہجری

24 جون 2016

بقیہ صفحہ 37 سے

9۔ یہ ہے وہ منصوبہ جس پر امریکہ اپنے آلہ کاروں کے ذریعے شام میں عمل پیرا ہے---یہ ہے ان کا مکر﴿**وَمَكْرُ أُولَئِكَ هُوَ يَبُورُ**﴾"اور انہی کا مکر تباہ ہو جائے گا" (فاطر:10)۔ شام میں ایسے جوان مرد ہیں جن کو تجارت اور لین دین اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کرتا، وہ اپنے کام میں بصیرت والے ہیں، اللہ کے اذن سے یہ شریر، انقلابیوں کی کامیابیوں کو مذاکرات کی کامیابی کی راہ نہیں بنا سکتے۔ اللہ کے اذن سے یہ تکونی جرائم کامیاب نہیں ہوں گے، نہ ہی واشنگٹن انتظامیہ کا تکون کامیاب ہو گا، ان کو شام میں وہ نہیں ملے گا جو وہ چاہتے ہیں۔ امریکہ کے پہلے آلہ کار جیسے ناکام ہوئے، نئے آلہ کار بھی اسی طرح نامراد ہوں گے---گزشتہ پانچ سالوں کے دوران سرکشوں نے یہ دیکھ لیا ہے شام میں ایسی مخلص جماعت ہے جن کے سچے عزائم کو امریکہ، ایران اور روس اور ان کے لشکر پست نہیں کرسکتے۔ نہ ہی وہ لوگ سرزمین شام کے ان گروپوں کے عزائم کو پست کر سکتے ہیں جن کو انہوں نے بے یارو مددگار چھوڑا۔ یہ ڈٹے رہیں گے اور بالکل نہیں جھکیں گے، یہاں تک کہ اللہ کی شریعت قائم ہو اور خلافت راشدہ قائم ہو، یہ لوگ اللہ کے ساتھ مخلص ہیں اس کے رسول کے ساتھ سچے ہیں۔ پھر اسلامی سرزمین کو اسلام کے تمام دشمنوں سے پاک کیا جائے گا، اور اللہ ان کو اس جگہ سے پکڑے گا جہاں سے ان کا وہم وگمان بھی نہیں ﴿**وَلَيَنْصُرَنَّ اللَّهُ مَنْ يَنْصُرُهُ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ**﴾. "اللہ ضرور ان کی مدد کرے گا جو اس کی مدد کرتے ہیں بے شک اللہ طاقتور اور غالب ہے" (الحج:40)۔

13 ذی القعدہ 1437 ہجری

16 اگست 2016 عیسوی

خلافت پر حنفی علماء کی فقہی رائے

تحریر: عثمان بدر

دیگر فقہی مذاہب کی طرح حنفی مذہب کے علماء نے بھی تمام زمانوں میں خلافت کے کردار اور اس کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے۔ بلکہ کئی حوالوں سے حنفی علماء نے حکمرانی سے متعلق امور پر دیگر علماء سے زیادہ اظہار خیال کیا ہے کیونکہ کئی خلفاء، خصوصاً عباسیوں اور عثمانیوں، نے حنفی مذہب کو اختیار کر رکھا تھا اور وہ اپنے وقت کے حنفی علماء سے مختلف امور میں مشورے لیتے اور اسلامی احکام جاننے کے لئے سوالات کرتے تھے۔ مثال کے طور پر عباسی خلیفہ ہارون الرشید نے ابو یوسفؒ، ابو حنیفہؒ کے شاگرد اور ساتھی، سے ریاست کے مالیاتی امور کے نظم و نسق سے متعلق سوالات کیے۔ ابو یوسفؒ نے ان سوالات کے جواب میں مشہور وزبردست "کتاب الخراج" تحریر کی جس میں ریاست کے کئی مالیاتی امور پر شرعی احکام کو تفصیل سے بیان کیا گیا تھا۔

اس مضمون میں ہم ان اقوال کو دیکھیں گے جو حنفی علماء نے خلافت کے حوالے کہیں ہیں۔ یہ عمل پاکستان میں علماء، شرعی علوم کو حاصل کرنے والے طالب علموں اور سیاسی کارکنوں کے لئے دلچسپی کا باعث ہو گا کہ ان میں سے زیادہ تر حنفی مذہب کی پیروی کرتے ہیں۔

امام النسفيؒ (المتوفی: 537ھ) نے عقائد کے موضوع پر اپنی ایک مشہور کتاب "العقائد النسفية" (صفحہ:354) پر لکھا کہ، والمسلمون لا بد لهم من إمام يقوم بتنفيذ أحكامهم وإقامة حدودهم وسد ثغورهم وتجهيز جيوشهم وأخذ صدقاتهم وقهر المتغلبة والمتلصصة وقطاع الطريق وإقامة الجمع والأعياد وقطع المنازعات الواقعة بين العباد وقبول الشهادات القائمة على الحقوق وتزويج الصغار والصغائر الذين لا أولياء لهم وقسمة الغنائم، "مسلمانوں کا لازمی ایک امام (خلیفہ) ہونا چاہیے جو احکام کو نافذ کرے، حدود کو نافذ کرے، ان کی سرحدوں کی حفاظت کرے، ان کی افواج کو مسلح کرے، ان کی زکوۃ وصول کرے، باغیوں، چوروں اور شاہراہوں پر ڈاکے ڈالنے والوں کو ختم کرے، جمعہ اور دو عیدوں کو قائم کرے، لوگوں کے درمیان پیدا ہونے والے تنازعات کو حل کرے، ان کے حقوق میں شہادت (گواہی) کو قبول کرے، ان نوجوان مرد و خواتین کی شادیاں کرائے جن کے کوئی والی یا سرپرست موجود نہیں، اور مال غنیمت کو تقسیم کرے"۔

> کچھ علماء نے اس موضوع کے لئے امام کا لفظ استعال کیا ہے کیونکہ یہ لفظ کچھ مذاہب میں بہت مقبول ہے جیسا کہ شیعہ۔ درحقیقت امامت اور خلافت ہم معنی الفاظ ہیں۔ دونوں لفظ مسلمانوں کی سیاسی قیادت کی نشاندہی کرتے ہیں جس کی یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ اسلام کو نافذ کرے۔

انہوں نے یہاں اسلام میں خلافت کی اہمیت پر زور دیا ہے اور یہ دیکھایا ہے کہ کئی اہم اسلامی فرائض کی ادائیگی کا انحصار خلافت پر ہے اور اس کی غیر موجودگی میں یہ فرائض درست طریقے سے ادا نہیں ہو سکتے۔

النسفيؒ کے اس بیان پر سعد الدين التفتازانيؒ (متوفی: 793ھ)، جو ایک شافعی عالم ہیں لیکن انہوں نے ایک مشہور تبصرہ "شرح العقائد النسفية" پر کیا اور وہ کئی زبردست کتابوں کے مصنف ہیں جو پاکستان کے مدارس میں پڑھائی جاتی ہیں، نے بلاغہ میں "المختصر المعاني" میں تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ، ثم الإجماع على أن نصب الإمام واجب وإنما الخلاف في أنه هل يجب على الله تعالى أو على الخلق بدليل سمعي أو عقلي. والمذهب أنه يجب على الخلق سمعاً، لقوله عليه السلام: ((من مات ولم يعرف إمام زمانه مات ميتة جاهلية)) ولأن الأمة قد جعلوا أهم المهمات بعد وفاة النبي عليه السلام نصب الإمام حتى قدموه على الدفن، وكذا بعد موت كل إمام، ولأن كثيراً من الواجبات الشرعية يتوقف عليه "امام کو مقرر کرنے کی فرضیت پر (علماء میں) اجماع ہے۔ جو اختلاف ہے وہ اس سوال پر کہ کیا فرضیت اللہ پر ہے یا انسان پر اور یہ کہ اس کا ثبوت نص کی صورت میں ہے یا عقلی ہے۔ صحیح رائے یہ ہے کہ اس کی فرضیت انسان پر ہے اور یہ نص سے ثابت ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو کوئی اس حال میں مرا کہ وہ وقت کے امام کو نہیں جانتا، جاہلیت کی موت مرا"، اور کیونکہ امت (صحابہ کرام) نے رسول اللہ ﷺ کے انتقال کے بعد امام کو مقرر کرنے کے کام کو سب سے اہم کام قرار دیا یہاں تک

کہ انہوں نے اس معاملے کو دفنانے پر فوقیت دی۔ اسی طرح ہر امام کے انتقال کے بعد ایسا ہی کیا گیا اور اس لیے بھی کہ کئی شرعی فرائض کا انحصار اس پر ہوتا ہے"(شرح العقائد النسفية، صفحہ:354-353)۔

امام التفتازانيؒ نے یہاں کئی اہم امور کی نشاندہی کی ہے۔ سب سے پہلے تو یہ کہ انہوں نے اس بات کو دیکھا کہ علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ امت پر خلافت کا قیام فرض ہے۔ جہاں تک جس اختلاف کا انہوں نے ذکر کیا ہے، تو وہ شیعہ حضرات کے اختلاف کا ذکر کر رہے ہیں جو یہ رائے رکھتے ہیں کہ یہ فرض ہے لیکن اللہ پر(کیونکہ ان کا عقیدہ ہے کہ اللہ امام مقرر کرتے ہیں) اور معتزلہ کے اختلاف کا ذکر کیا جن کے مطابق یہ عقلی طور پر فرض ہے(کیونکہ ان کا اصول ہے جس کے مطابق عقل کچھ فرائض کا تعین کرتی ہے)۔ لیکن انہوں نے چاروں مذہب کے علماء کی صحیح رائے کو پیش کیا جس کے مطابق نص کی بنیاد پر خلافت کا قیام انسان پر فرض ہے۔

دوسری بات یہ کہ امامت (حکمرانی) کے باب میں صحیح مسلم کی حدیث پیش کی جہاں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ، مَنْ مَاتَ وَلَيْسَ فِي عُنُقِهِ بَيْعَةٌ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً "اور جو کوئی اس حال میں مرا کہ اس کی گردن میں (خلیفہ کی) بیعت کا طوق نہ تھا تو وہ جاہلیت کی موت مرا"۔ یہاں پر جاہلیت کی موت قرینہ ہے حرام کا، جیسا کہ ابن حجر نے فتح الباری میں لکھا ہے۔

تیسری بات یہ کہ انہوں نے اس حقیقت کا ذکر کیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے خلافت کے مسئلے کو اس قدر اہمیت دی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی تدفین میں تاخیر کی اور اس مسئلے کو فوقیت دی۔ چوتھی بات یہ کہ انہوں نے دوسرے فرائض پر اس فوقیت و اہمیت کو اس طرح بیان کیا کہ یہ محض فرض نہیں بلکہ ایسا فرض ہے جس پر دوسرے فرائض کی ادائیگی کا انحصار ہے (جیسا کہ امام النسفيؒ نے بیان کیا)، لہٰذا اس کی انتہائی زیادہ ترجیح ہے۔

یہاں پر اس بات پر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ خلافت کے متعلق یہ تمام بحث عقیدے کی کتاب میں کی جارہی ہے جبکہ خلافت کا مسئلہ ایک فقہی مسئلہ ہے نہ کہ ایمانیات کا۔ اور ایسا اس وجہ سے کیا گیا کیونکہ

> **خلافہ رسول اللہ ﷺ کی جانشینی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ خلافہ کا کردار یہ ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی جانشینی میں شریعت کو نافذ کرے۔ اس لیے اس کو خلیفہ کہا جاتا ہے جو جانشین کا لغوی معنی ہے۔**

خلافت کے مسئلہ پر کچھ مذاہب نے غلط تصورات اور موقف اختیار کیے۔ لہٰذا یہ مسئلہ بحث کا موضوع بن گیا جس کا اصل عقائد کے موضوع سے تعلق رکھتا ہے اور چونکہ یہ اسلام میں ایک انتہائی اہم معاملہ ہے لہٰذا علماء نے اس مسئلہ پر بحث عقائد کی کتابوں میں کی ہے۔

کچھ علماء نے اس موضوع کے لئے امام کا لفظ استعمال کیا ہے کیونکہ یہ لفظ کچھ مذاہب میں بہت مقبول ہے جیسا کہ شیعہ۔ درحقیقت امامت اور خلافت ہم معنی الفاظ ہیں۔ دونوں لفظ مسلمانوں کی سیاسی قیادت کی نشاندہی کرتے ہیں جس کی یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ اسلام کو نافذ کرے۔ امام اور خلیفہ بھی ہم معنی لفظ ہیں جس کا مطلب وہ شخص ہے جس پر قیادت کی ذمہ داری ڈالی جاتی ہے یعنی موجودہ دور کے فہم کے مطابق خلافہ میں ریاست کے سربراہ کو خلیفہ یا امام کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی جب اس مسئلے پر کچھ بیان کیا تو دونوں الفاظ استعمال کیے۔ مثال کے طور پر مسلم کی حدیث میں جہاں خلافت کے ایک ہی ہونے یعنی وحدت کی اہمیت کو بیان کیا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا، إِذَا بُويِعَ لِخَلِيفَتَيْنِ فَاقْتُلُوا الآخَرَ مِنْهُمَا "جب دو خلفاء کی بیعت کی جائے تو ان میں سے دوسرے کو قتل کردو"۔ اسی طرح مسلم میں ہی ایک حدیث میں خلیفہ کو ڈھال کہا گیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، إِنَّمَا الْإِمَامُ جُنَّةٌ ------- "یقیناً امام ڈھال ہے---"

شاہ ولی اللہ الدہلوی (متوفی: 1176 ہجری)، جو برصغیر پاک و ہند کے ایک انتہائی معتبر عالم گزرے ہیں، انہوں نے بھی خلافت کی فرضیت پر زور دیا ہے، اعلم أنه يجب أن يكون في جماعة المسلمين خليفة لمصالح لا تتم إلا بوجوده... "جان لو کہ مسلمانوں کی جماعت میں خلیفہ کا ہونا فرض ہے کیونکہ کچھ ایسے مفادات ہیں جو کہ اس کی موجودگی کے بغیر پورے ہی نہیں ہوسکتے۔"(حجة الله البالغة، 2:229)۔

یقیناً یہ مسئلہ کئی حنفی کتابوں میں ذکر کیا گیا ہے۔ ان میں سے ایک کتاب تیرہویں صدی ہجری کے مشہور شامی عالم، دمشق کے امام محمد علاء الدين بن محمد أمين بن عابدين الدمشقي (متوفی: 1252 ہجری) کی ہے، جو بعد میں آنے والے حنفی علماء میں سب سے زیادہ مشہور ہیں خصوصاً برصغیر پاک و ہند میں۔ حنفی مذہب میں انہیں خاتمۃ المحققین کہا جاتا

ہے۔ ان کی کتاب "رد المحتار علی الدر المختار" ، جو حاشیہ ابن عابدین کے نام سے بھی مشہور ہے، کو حنفی مذہب میں حتمی رائے کے طور پر لیا جاتا ہے۔ یہ کتاب گیارہویں صدی ہجری کے حنفی عالم دین امام الحصفكي (متوفی:1088 ہجری) کی کتاب "الدر المختار" ایک تبصرہ ہے جبکہ الدر المختار خود بھی غزہ کے عالم الخطيب التمرتاشي (متوفی: 1004 ہجری) کی کتاب "تنوير الأبصار" پر تبصرہ ہے۔

الدر المختار میں امام الحصفكي لکھتے ہیں (حاشیے میں ابن عابدین کا تبصرہ ہے)، فالكبرى استحقاق تصرف عام على الأنام، وتحقيقه في علم الكلام، ونصبه أهم الواجبات (أي من أهمها لتوقف كثير من الواجبات الشرعية عليه)، فلذا قدموه على دفن صاحب المعجزات (فإنه – صلى الله عليه وسلم – توفي يوم الاثنين ودفن يوم الثلاثاء أو ليلة الأربعاء أو يوم الأربعاء ح عن المواهب، وهذه السنة باقية إلى الآن لم يدفن خليفة حتى يولى غيره)، "امامتِ کبریٰ (خلافت) لوگوں پر عمومی تصرف کا حق ہے۔ اس کا مطالعہ علم الکلام میں کیا جاتا ہے اور اس کا قیام فرائض میں سب سے اہم ہے (یہ بہت ہی اہم فرض ہے کیونکہ دیگر کئی اہم فرائض کی ادائیگی کا انحصار اس پر ہوتا ہے)۔ اسی لیے انہوں (صحابہ) نے رسول اللہ ﷺ کی تدفین پر اسے فوقیت دی (آپ ﷺ کا انتقال پیر کو ہوا اور ان کی تدفین منگل کے دن یا بدھ کی رات یا دن کو ہوئی اور یہ سنت آج کے دن تک چل رہی ہے کہ اس وقت تک خلفاء کی تدفین نہیں کی جاتی جب تک دوسرے کو تعینات نہ کر دیا جائے)" رد المحتار علی الدر المختار، 1:548۔

الحصفكي نے خلافت کی یہ تعریف کہ یہ لوگوں پر عمومی تصرف کا حق ہے۔ ان کا مطلب یہ ہے لوگوں کے امور کو منظم کرنے کا حق ہے اور یہ ایک بالکل عمومی حق ہے یعنی اس میں ریاست خلافت میں رہنے والے تمام لوگوں کے عوامی امور شامل ہیں۔ یہ گورنروں اور قاضیوں کے حق سے مختلف ہے جن کا اختیار باقی تمام کو چھوڑ کر کچھ لوگوں پر یا کچھ علاقوں پر ہوتا ہے۔

اس پر تبصرہ کرتے ہوئے ابن عابدین نے التفتازانیؒ کی تعریف شرح المقاصد سے لی جہاں انہوں نے خلافت کی تعریف یہ کی، رياسة عامة في الدين والدنيا خلافة عن النبي "رسول اللہ ﷺ کے جانشین کی حیثیت سے دین اور دنیاوی امور میں عمومی قیادت"۔

یہ آخری تعریف یہ بتاتی ہے کہ خلافہ رسول اللہ ﷺ کی جانشینی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ خلافہ کا کردار یہ ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی جانشینی میں شریعت کو نافذ کرے۔ اس لیے اس کو خلیفہ کہا جاتا ہے جو جانشین کا لغوی معنی ہے۔

امام الحصفكي نے پھر خلیفہ کی شرائط بیان کی ہیں جن میں کچھ وہ ہیں جو متفق علیہ ہیں جیسے کہ، مسلمان، آزاد، مرد، عاقل، بالغ اور قابل ہونا جبکہ کچھ وہ ہیں جن پر اختلاف رائے ہے جیسا کہ قریشی، مجتہد اور بہادر ہونا۔ انہوں نے کچھ شرائط کی نفی کی جن کو کچھ مذاہب لاگو کرتے ہیں جیسا کہ ہاشمی، علوی یا معصوم ہونا۔

عمومی طور پر حکمرانی اور اختیار سے متعلق فقہی معاملات میں کئی حنفی کتابیں مختلف زاویوں سے لکھی گئی ہیں جن میں امام ابو حنیفہ کے دو شاگردوں ابو یوسفؒ (متوفی: 162 ہجری) کی کتاب الخراج اور امام محمد بن الحسن الشيبانيؒ (متوفی:189 ہجری) کی کتاب السير الصغير اور السير الكبير شامل ہیں۔ امام شمس الأئمة السرخسيؒ (متوفی:483 ہجری) نے شرح السير الكبير تحریر کی۔۔ اس کے بعد بھی کئی کتابیں لکھی گئی ہیں۔

یہ تمام کام اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ حنفی علماء نے خلافت کے معاملے کو کتنی اہمیت دی ہے۔ یہ جاننے کے بعد موجودہ دور کے علماء اور شرعی علوم کے طالب علموں میں اس بات کا شوق پیدا ہونا چاہیے کہ وہ اس معاملے پر اتنی توجہ دیں جس کا یہ حق رکھتی ہے اور خلافت کے دوبارہ قیام کی جدوجہد میں اگلی صفوں میں شامل ہوں۔

بقیہ صفحہ 18 سے

ہم پاکستان آرمی میں موجود ان لوگوں کو پکارتے ہیں جن میں ایمان ہے، جو اللہ سے محبت کرتے ہیں اور دنیا میں عزت اور آخرت میں بلند مقام پانا چاہتے ہیں، کہ وہ ان بے شرم و بزدل حکومتوں سے منہ موڑ لیں اور کشمیر کو شیطانی قابضین سے آزاد کرائیں اور مشہور فقیہ اور سیاست دان شیخ عطا بن خلیل ابو الرشتہ کی قیادت میں 000000 کو نبوت کے طریقے پر خلافت راشدہ کے قیام کے لئے نصرۃ فراہم کریں۔ مغربی حکومتوں کی خدمت گزاری چھوڑ کر اس خلافت کے جھنڈے تلے اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کریں ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، **الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ، لا يَظْلِمُهُ، وَلا يَخْذُلُهُ** "مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، وہ اس پر ظلم نہیں کرتا اور نا ہی سے چھوڑ دیتا ہے"۔

ڈاکٹر نظرین نواز

ڈائریکٹر شعبہ خواتین مرکزی میڈیا آفس حزب التحریر

حکومت ہاتھ میں لینے کا شرعی طریقہ

تحریر: بلال المہاجر

بحیثیت مسلمان ہم جب بھی نصرۃ کا لفظ سنتے ہیں ، ہمارے ذہنوں میں رسول اکرم ﷺ کا کردار ایک مثال بن کر اُبھر آتا ہے۔ آنحضرت ﷺ عرب کے قبائل سے حمایت وحفاظت اور نصرت کا مطالبہ کرتے ہوئے اپنے آپ کو ان قبائل پر پیش کرتے تھے۔ آپ ﷺ کی سیرت میں اس کا تذکرہ موجود ہے۔ لہٰذا یہ جاننے کی ضرورت ہے کہ نصرۃ کے حقیقی معنی کیا ہیں؟ یعنی نصرۃ کیا ہے؟ کون اس کو طلب کرتا ہے؟ یہ کس سے طلب کی جاتی ہے؟ اس کا مقصد کیا ہوتا ہے؟

لُغت میں نصرۃ تعاون ، مساعدت ، تائید وحمایت کو کہتے ہیں، مثلاً ستم رسیدہ لوگوں کی نصرت۔ یہ صرف اہلِ طاقت وقوت سے طلب کی جاتی ہے جو صاحب دعوت کے ساتھ تعاون اور اس کی تائید وحمایت کی قدرت رکھتے ہوں۔ بسا اوقات اہلِ نصرۃ کی طرف سے اعلان ہونے اور ان سے نصرۃ کا مطالبہ کرنے والے صاحب دعوت کی طرف داری کرنے سے ہی نصرت ہو جاتی ہے، جیسے کسی مظلوم کی داد رسی کیے جانے پر اس کی نصرت ومدد کا کام پورا ہو جاتا ہے۔ مگر جب اسلامی فکر کو پھیلانے کے لیے باہمی تعاون اور اس کے پھیلاؤ کے لیے معاون اور مناسب ماحول پیدا کر کے اس کی حمایت کرنے کے لیے نصرۃ طلب کی جائے، لہٰذا یہ نصرۃ اس وقت وجود میں آتی ہے جب کہ جیسے ہی اہل قوت و طاقت اس فکر اور اسکے طریقے (دعوت پھیلانے کی دعوت) پر ایمان لے آئیں اور ایسی حالت میں اہل قوت وطاقت سے نصرۃ کے مطالبے کا حکم اس وقت تک بدستور باقی رہتا ہے جب تک دعوت اپنی منزل مقصود کو پہنچ جائے اور اپنی حفاظت خود آپ کرنے کے قابل ہو جائے۔ اگر چہ اس دعوت میں پیش کیے جانے والے فکر اور طریقے پر ایمان لانے سے ہی نصرت بہر حال ثابت ہو ہی جاتی ہے۔ بلکہ ایسی حالت میں اہل نصرت خود اس فکر میں ڈھل جاتے ہیں اور وہ مکمل طور پر اس دعوت کا جز بن جاتے ہیں، جیسا کہ اوس وخزرج کے قبیلوں کے ساتھ پیش آیا، جنہیں سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کی دعوت کے لیے اہل نصرۃ بننے کا شرف حاصل ہوا۔ شروع میں انہیں انصار کہا گیا اور جو صحابہ کرام آپ ﷺ کے ساتھ مدینہ ہجرت کر آئے تھے وہ مہاجرین کہلائے، تا آنکہ یہ دعوت مضبوط ہوتی گئی اور ایک توانا وطاقتور دعوت کی شکل اختیار کر گئی جس کا نام اسلام اور جس کی ریاست خلافت کہلائی۔ اب نصرت وہجرت کے ناموں کو استعمال کرنے کی ضرورت صرف تاریخی اور دستاویزی پہلوؤں تک محدود ہو گئی، اس کے بعد نہ انصار رہے نہ مہاجرین، بلکہ اسلامی فکر کے قالب میں ڈھلے ہوئے مسلمان ہی رہے، جیسا کہ ان مسلمانوں کے علاوہ عرب وعجم کے دیگر قبائل اس فکر میں ڈھل گئے۔

> طلب نصرت کی اہمیت اتنی بڑی ہے کہ یہی وہ عظیم ترین شرعی حکم ہے جس پر آج بھی اسلامی ریاست کے مفقود ہونے کے بعد دوبارہ قائم ہونے کا دارومدار ہے۔ آج بھی اسی کے ذریعے اللہ کا جھنڈا بلند ہو کر لہرائے گا

دعوت کے کام میں ہمارے پیارے رسول ﷺ کی سیرت کا مطالع کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ تین مراحل میں اپنی دعوت لے کر چلے ، یہاں تک کہ اللہ کے اذن سے آپ ﷺ کے لیے "ما انزل اللہ" کے مطابق حکومت کرنے کا فریضہ ادا کرنا ممکن ہوا۔ چونکہ ہمارا ایمان ہے کہ اللہ کے نازل کردہ کے مطابق حکومت کرنا مسلمانوں پر فرض ہے، لہٰذا اس فریضے کی بجا آوری کا طریقہ بھی مکمل طور پر رسول ﷺ کے طریقے سے اخذ کرنا ضروری ہے، جیسا کہ اللہ تعالی کی طرف سے ہر فرض عمل میں ہم ایسا ہی کرتے ہیں۔ مثلاً اللہ تعالی نے ہم پر جہاد کرنا اور حدود قائم کرنا فرض کر دیا ہے، جہاد کیسے کریں یا حدود کیسے قائم کریں، یہ رسول کریم ﷺ نے ہمیں سکھایا، اس حوالے سے آیات و احادیث بہت زیادہ ہیں۔ سو کسی عمل کو تو اللہ تعالی فرض کر دیتے ہیں جبکہ اس کو ادا کرنے کا طریقہ رسول اللہ ﷺ بیان کرتے ہیں۔ اس لیے کسی بھی شخص کے لیے خواہ وہ کوئی بھی ہو، کسی فرض کی ادائیگی کے لیے کوئی ایسا طریقہ گھڑ لینا جائز نہیں، جو رسول کریم ﷺ کے متعین کردہ طریقے سے ہٹ کر ہو۔ فی زمانہ جب کہ "ما انزل اللہ" کے مطابق کہیں بھی کوئی ریاستی نظام موجود نہیں، ہم "ما انزل اللہ" کے مطابق حکومت کرنے کا فریضہ کیسے انجام دیں؟ رسول اکرم ﷺ کی سیرت کو دیکھنے سے

معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی دعوت کو حکومت کی دہلیز تک لیجانے میں تین مرحلوں کو طے کیا:

پہلا: تثقیف کا مرحلہ، جو ان لوگوں کے لیے تھا جو آپ ﷺ کی دعوت پر ایمان لے آتے۔ آپ ﷺ اپنے آس پاس کے لوگوں تک فرداً فرداً دعوت پہنچانے لگے، تا آنکہ کچھ مرد اور خواتین آپ ﷺ کی رسالت اور دعوت پر ایمان لانے لگے۔ آپ ﷺ نے ان کو تعلیم دینا شروع کیا اور پروردگار کی طرف سے اترنے والی وحی کے ذریعے ان کی تربیت کرتے تھے، اس کام کے لیے دارِ ارقم کو استعمال کرتے تھے اور ان کو یہ جدید دین سکھانے لگے۔ یہ سب کچھ اللہ کے امر اور حکم کے مطابق انجام دے رہے تھے۔

دوسرا: آپ ﷺ کے گرد و پیش میں موجود مکی معاشرے کے ساتھ تفاعل (باہمی تال میل) کا مرحلہ اس وقت شروع ہوا جب آپ ﷺ کے پاس اس دعوت کو ماننے والا ایک مومن گروہ وجود میں آیا، اس گروہ نے مکے میں علی الاعلان دعوت کے کام کا اظہار کیا، کیونکہ یہی اللہ کا حکم تھا (فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ)"سو آپ کو جس چیز کا حکم دیا جاتا ہے اسے کھل کر بیان کر دیں اور مشرکین کی پرواہ نہ کریں"۔ چنانچہ مکہ میں صحابہ کرام کی دو صفیں نعرہ تکبیر اور لا الہٰ الا اللہ کے زمزموں سے سرشار ہو کر نکلیں، یہ اس گروہ کے وجود میں آنے کا اعلان تھا جو اسلام کی دعوت لے کر اٹھی تھی۔ اس کے ساتھ ہی تفاعل اور مکی سماج کے ساتھ ٹکراؤ کا آغاز ہوا، جب کہ تثقیف و تربیت کا سلسلہ بھی بدستور جاری تھا۔ اسی مرحلے کے آخر میں طلب نصرۃ بھی شروع ہوئی، یہ بھی اللہ ہی کے امر سے اس وقت ہوا جب دعوت کے سامنے مکی معاشرے کا احساس پتھر کی طرح منجمد ہو کر رہ گیا۔ چنانچہ رسول کریم ﷺ حج کے تہواروں میں عرب قبائل پر اپنے آپ کو پیش کرنے لگے، اس پیش کش میں آپ ﷺ ان سے نصرت وحمایت کا مطالبہ کرتے تھے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بات پہنچا سکے۔

تیسرا: حکومت ہاتھ میں لینا اور ریاست کا قیام؛ یہ اس وقت ہوا جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول کریم ﷺ پر یہ احسان کیا گیا کہ انصار نے رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے دین کی نصرت کے لیے لبیک کہا، پھر انہوں نے آنحضرت ﷺ کو بیعت دی، اس کو بیعت عقبہ ثانیہ کہتے ہیں، اس کے بعد ہی آپ ﷺ نے مدینہ ہجرت فرمائی اور ریاست کو قائم کیا۔

ہماری بحث اس نصرت سے متعلق ہے جس کے بعد ہجرت واقع ہوئی تھی، چنانچہ ہمارے لیے سیرت مصطفیٰ ﷺ کی طرف مراجعت کرنا ضروری ہے تاکہ ہمارے اس دعوے کی تحقیق کی جائے کہ جو ہم کہتے ہیں وہ آپ ﷺ کے عمل کے مطابق ہے، کیونکہ آپ ﷺ کی ذات ہی ہمارے لیے اسوہ، نمونہ اور مثال اور آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ دس سنہ نبوی، یعنی ہجرت سے تین سال قبل اور آپ ﷺ کے چچا ابو طالب کی وفات کے بعد جس نے کسی حد تک آپ ﷺ کی مدد وحمایت کا سامان کر رکھا تھا اور جس کی بدولت آپ ﷺ بخیر وعافیت دعوت کا کام سر انجام دے رہے تھے، جب آپ ﷺ نے دیکھا کہ مکے کا معاشرہ بالکل منجمد ہو کر احساس سے عاری ہو چکا ہے اور اس معاشرے پر نہ تو اسلام کا کچھ اثر ہوا ہے نہ ہی اس میں اسلام اور اسلامی افکار کے حق میں رائے عامہ پیدا ہوئی ہے تو آپ ﷺ کو اللہ کی طرف سے طلب نصرۃ کا حکم آ گیا۔ سیرۃ ابن ہشام باب "رسول اللہ ﷺ کا بنی ثقیف کے پاس نصرت طلب کے لیے جانا" کے ذیل میں آیا ہے" ابن اسحاقؒ کہتا ہے: اور جب ابو طالب کی وفات ہوگئی تو قریش نے رسول اللہ ﷺ کو وہ اذیتیں دینی شروع کیں جو آپ ﷺ کے چچا ابو طالب کی حیات میں نہیں دے سکتے تھے۔ آپ ﷺ ثقیف والوں سے نصرت طلب کرنے طائف تشریف لے گئے اور ان سے اپنی قوم کے مقابلے میں تحفظ کے لیے تعاون طلب کیا۔ ساتھ یہ امید بھی تھی کہ شاید وہ اللہ عزوجل کی طرف سے آنے والے پیغام کو قبول کر لیں، آپ ﷺ اکیلے ان کے پاس روانہ ہوئے"۔ ابن حجرؒ نے فتح الباری شرح صحیح البخاری میں ذکر کیا ہے، تحفہ احوذی اور الکلام لابن حجر میں بھی اسی طرح ہے: حاکم، ابو نعیم اور بیہقی نے دلائل النبوۃ میں حسن سند کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ: "مجھے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بتایا: جب اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو قبائل عرب پر اپنے آپ کو پیش کرنے کا حکم دیا، تو آپ ﷺ میرے اور ابو بکر کے ساتھ ہو کر منیٰ کی طرف روانہ ہوئے، ہم بالآخر وہاں عرب کی ایک مجلس میں پہنچ گئے"۔

اس سے معلوم ہوا کہ نصرت طلب کرنے کا حکم اور اس کے لیے وقت کی تعیین اللہ عزوجل کی طرف سے آیا جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی درج بالا گفتگو سے واضح ہے اور چونکہ طلب نصرت کی اہمیت اتنی بڑی ہے کیونکہ یہی وہ عظیم ترین شرعی حکم ہے جس پر آج بھی اسلامی ریاست کے مفقود ہونے کے بعد دوبارہ قائم ہونے کا دارومدار ہے۔ آج بھی اسی کے ذریعے اللہ کا جھنڈا بلند ہو کر لہرائے گا اور کفر کے تہہ بہ تہہ اندھیروں کو نیست ونابود کر دے گا جو "ما انزل اللہ" کے علاوہ سے حکومت کرنے، سرمایہ

داریت کے تسلط اور اس پر مرتب ہونے والے المیوں اور بڑے بڑے دل دوز مصائب کی شکل میں چھائے ہوئے ہیں۔ اور چونکہ اس کی ذمہ داری اس مخصوص گروہ پر ہے جو تبدیلی لانے اور دعوت کو نصرت دینے کی قوت وطاقت اور اہلیت رکھتا ہے۔ اس بنا پر ان لوگوں کی ذمہ داری بہت بڑھ جاتی ہے جن کی لبیک پر تبدیلی کا دارومدار ہے، اگر وہ طلب نصرت پر لبیک کہہ دیتے ہیں اور وہ اس عظیم ذمہ داری کو ادا کر دیتے ہیں تو ان کا اجر بھی بے پایاں ہو گا، ان کا بدلہ جنت ہو گا جس سے بڑھ کر کوئی اجر ہو نہیں سکتا۔

بلاشبہ اسلام کی نصرت صرف جان ومال کی قربانی، جذبات کے اظہار، رونے پیٹنے یا یہودیوں امریکیوں اور ہندوؤں وغیرہ کو گالیاں بکنے سے نہیں ہو گی بلکہ اسلام کی نصرت ان جیوش (لشکروں) کے حرکت میں آنے سے ہو گی جنہیں عیش وعشرت اور کاہلی کے ماحول کا عادی بنایا گیا ہے، البتہ لشکروں کی حرکت وجنبش میں اس کی ضرورت ہے کہ یہ لشکر ایک ایسے اسلامی نظام کے لشکر ہوں جس کی داغ بیل مسلم سرزمینوں کی حفاظت کے لیے ڈالی گئی ہو۔

ہماری طرف سے ہماری افواج میں سے تمام معزز کمانڈروں اور آفیسرز سے یہ ایک پرجوش پکار ہے:

ہم جانتے ہیں کہ آپ کے اندر مرد اور مردانگی موجود ہے، آپ کے اندر ہیروز موجود ہیں اور بہادری کے کارنامے انجام دینے والے موجود ہیں، ہم جانتے ہیں کہ آپ میں جوشِ حمیت وجوانمردی اور مروت موجود ہے۔ آپ ان لوگوں کی اولاد ہیں جنہوں نے دنیا کو چیمپئن بننا سکھایا، یعنی یہ کہ میدانِ جنگ میں چیمپئن شپ کیسے حاصل کر لی جاتی ہے؟۔ تاریخ ان کے بارے میں عورتوں، چھوٹے بچوں اور بزرگوں وغیرہ جیسے پر امن افراد کی حرمتوں کو پامال کرنے کے تذکروں سے خالی ہے۔ خالد بن الولید، سعد، عمرو بن العاص اور صلاح الدین کے بیٹو! ہم یہ بھی جانتے ہیں کے آپ مظلوم مسلمانوں کی مدد ونصرت کے لیے کافی ہیں بشرطیکہ آپ اللہ سبحانہ کے لیے اخلاص دکھائیں، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سچائی کا معاملہ کریں اور اپنے دین کی مدد کریں۔۔۔ اگر آپ نے اس کام کو سرانجام دیا تو اس امت کو آپ سے زیادہ بہتر اسلام اور اہل اسلام کی حفاظت کرنے والا کوئی اور نہیں ملے گا۔۔۔ سوائے بہادرو، اللہ کے دین کی نصرت کے معاملے میں اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو، دنیا وآخرت میں عظیم کامیابیاں حاصل ہوں گی۔ اللہ پر توکل کے بعد آپ ہی ہمارے اوس وخزرج ہو، آپ ہی ہماری امیدوں کا محور اور اسلحہ ہو۔۔۔ آپ اسی طرح دین کی نصرت کا کارنامہ انجام دیں، جیسے اللہ کے دین اور اللہ کے رسول ﷺ کی مدد کر کے انصار نے انجام دیا تھا، ان لوگوں کے لیے جنت الماویٰ کے دروازے کھل گئے، اس سے پہلے کہ ان کے ہاتھوں اللہ کی زمین فتح کی جاتی۔ اللہ آپ پر رحم فرمائے، نصرت دے دیں اور ان مٹھی بھر لوگوں کا راستہ روکیں جنہوں نے ہمیں رسوائی اور تباہی کے سوا کچھ نہیں دیا۔۔۔ نصرت دے دیں، اس لیے کہ امت کی اکثریت کو ان احمقوں کی وجہ سے زخم پہنچے ہیں اور آپ کی امت کے جسم سے خون رس رہا ہے۔۔۔ نصرت دے دیں، اللہ کے لیے نصرت دے دیں، انشاء اللہ آپ کو اوس وخزرج کا اجر دیا جائے گا، جو رسول اللہ ﷺ کے انصار تھے، اور اس بڑھ کر اللہ کی جنتیں اور اس کی رضا ملے گی۔ ایک دفعہ عزم کر لیا تو بس صرف اللہ پر توکل کریں، وہی بہترین کارساز اور بہترین مددگار ہے۔

حزب التحریر، جس نے ایک نظام حیات کی حیثیت سے آپ کو اسلام کی طرف لوٹنے کی دعوت دی اور اس دعوت میں محمد مصطفی ﷺ کے نہج پر چلی، اس نے رسول اللہ ﷺ سے اخذ کردہ اپنے طریقے کو واضح کیا، تاکہ آپ کو اس کی آگاہی ہو اور اسی کو اپنا کر اس طریقے کی مدد کریں۔ یہ حزب صرف اللہ وحدہ سے اس بات کی امید رکھتی ہے کہ وہ اپنی طرف سے ہم پر نصرت کے ساتھ احسان کرے گا اور آپ پر بھی احسان کرے گا۔ یہ احسان اس طرح ہو گا کہ وہ آپ کو ہمارا تابع بنائے گا اور آپ ہی اس دین اور اس کی دعوت کی حمایت وحفاظت اور نصرت کرنے والے ہوں گے، وہی تنہا اس کی قدرت رکھتا ہے۔ ہمارا اس پر مضبوط ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ جلد ز جلد اپنے دین کی نصرت کرے گا، کیونکہ اسلامی خلافت کی صبح کی خوشبو سے ہمارے اُفق مہکتے محسوس ہوتے ہیں، اس لیے اے سرحدوں پر مقیم افواج! ہم آپ کو دعوت دیتے ہیں کہ اللہ کے دین اور اس کی دعوت کی نصرت کا یہ موقع ضائع نہ کرنا، اللہ اکبر اور حی علی الفلاح کا نعرہ لگاتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: (إِنْ يَنْصُرْكُمُ اللَّهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۖ وَإِنْ يَخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِي يَنْصُرُكُمْ مِنْ بَعْدِهِ ۗ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ) "اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو کوئی تم پر غالب آنے والا نہیں اور اگر وہ تمہیں تنہا چھوڑ دے تو کون ہے جو اس کے بعد تمہاری مدد کرے، اور مومنوں کو چاہیئے کہ وہ اللہ ہی پر بھروسہ رکھیں" (آل عمران:160)۔

مقبوضہ کشمیر سے بے وفائی

تحریر: محمد عاطف

مقبوضہ کشمیر میں بائیس سالہ حزب المجاہدین کے نوجوان رہنما برہان وانی کا بھارتی سیکیورٹی فورسز کے ہاتھوں رمضان کی آخری دنوں میں قتل ہو جانے کے بعد بھارتی ریاست نے تشدد کی نئی مہم شروع کر دی۔ کشمیری مسلمانوں کے مظاہروں کا جواب بھارت وحشیانہ طریقے سے دے رہا ہے۔ 8 جولائی سے اب تک سو سے زائد لوگ قتل جبکہ تقریباً ایک ہزار لوگ زخمی ہو چکے ہیں۔ کئی نوجوان کشمیری پیلٹ گن کے وحشیانہ استعمال سے زخمی ہوئے جس میں سب سے زیادہ خطرناک زخمی وہ تھے جن کی آنکھیں زخمی ہوئیں تھیں جس کی وجہ سے کئی سو نوجوان جزوی یا مکمل طور پر بینائی سے محروم ہو گئے۔

بھارت نے انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا بند کر دیا تاکہ بھارتی وحشیانہ عمل کی خبریں پھیل نا سکیں اور اس کے ساتھ ساتھ سری نگر اور باقی مقبوضہ کشمیر میں کرفیو نافذ کر دیا۔ اگرچہ پوری دنیا میں موجود مسلمانوں کے لئے یہ خبریں انتہائی تکلیف دہ ہیں لیکن سچ یہ ہے کہ کشمیر کئی سالوں سے وحشیانہ بھارتی قبضے میں تکالیف کا سامنا کر رہا ہے۔ اس صورتحال کو دنیا بھر کے زیادہ تر میڈیا اور حکومتوں نے نظر انداز کیا ہے۔ درحقیقت کشمیر کا مسئلہ 1947 کے تقسیم ہند کا نامکمل باب ہے جب برطانوی راج کے خاتمے کے بعد ہندوستان کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔

لاکھوں لوگوں نے 1947 میں موجودہ ہندستان سے موجودہ پاکستان کے جانب ہجرت کی تھی تاکہ اسلام کے سائے میں تحفظ حاصل ہو جو ان کا طرز زندگی ہے۔ کشمیر کے ہندو مہاراجہ، ہری سنگھ مسلم اکثریتی کشمیر کا مالک نہیں تھا جب اس نے آخری برطانوی وائسرائے لارڈ ماؤنٹ بیٹن کے ساتھ بھارت سے عارضی الحاق کے معاہدے پر دستخط کیے تھے۔ بھارت کے پہلے وزیر اعظم جواہر لال نہرو نے 3 نومبر 1947 کو آل انڈیا ریڈیو پر اعلان کیا کہ، "ہم نے یہ اعلان کیا ہے کہ آخرکار کشمیر کی قسمت کا فیصلہ اس کے لوگ ہی کریں گے۔ یہ وعدہ صرف کشمیر کے لوگوں کے ساتھ نہیں بلکہ دنیا سے ہے۔ ہم اس سے کبھی پیچھے نہیں ہٹیں گے اور نہ ہٹ سکتے ہیں"۔ یہ چالاکی اگرچہ عارضی تھی اور کشمیر کی حیثیت کا حتمی تعین استصواب رائے

> کشمیر اگرچہ 1947 سے بھارت کے جابرانہ قبضے میں ہے لیکن اس کے باوجود بھارت کبھی بھی کشمیری مسلمانوں کی آزادی کی خواہش کو کچل نہیں سکا

کے ذریعے ہونا تھا کہ وہ پاکستان یا ہندوستان کا حصہ بننا چاہتے ہیں، لیکن اس وعدے کا پاس کبھی کیا ہی نہیں گیا۔ کشمیر کو بھارت کا حصہ قرار دینے کا بھارتی دعویٰ سراسر غیر قانونی اور جھوٹ ہے۔

کشمیر اگرچہ 1947 سے بھارت کے جابرانہ قبضے میں ہے لیکن اس کے باوجود بھارت کبھی بھی کشمیری مسلمانوں کی آزادی کی خواہش کو کچل نہیں سکا۔ پانچ لاکھ سے زائد بھارتی افواج، جن میں سینٹرل ریزرو پولیس فورس (CRPF)، باڈر سیکیورٹی فورس (BSF) اور انڈین آرمی شامل ہے، کشمیر میں تعینات ہیں۔ بھارت کا یہ دھوکہ کہ کشمیر میں سیاسی عمل جاری ہے اس وقت پارہ پارہ ہو گیا جب اس نے کشمیری مسلمانوں کو کچلنے کے لئے آرمڈ فورسز اسپیشل پاور ایکٹ (AFSPA) کا قانون بنایا۔ اس قانون نے بھارتی ریاست کو دیکھتے ہی گولی مارنے، بغیر کسی الزام کے گرفتار اور قید کرنے، کرفیو لگانے اور کسی بھی وقت گھروں کی تلاشی لینے کا اختیار دے دیا۔ بھارتی سیکیورٹی فورسز جو پہلے ہی قانون سے بالاتر تھیں، اس قانون کے بعد انہیں ظلم و جبر کرنے کا "قانونی اختیار" مل گیا۔

اس کا نتیجہ اغوا، تشدد اور غیر عدالتی قتل اور لاشوں کی صورت میں نکلا۔ کشمیری مسلمانوں کی تذلیل اور ان کے استقامت کو کمزور کرنے کے لئے اجتماعی سزا کے طور پر ان کے گھروں کو جلایا اور تباہ کیا گیا۔ لاکھوں کشمیری ہلاک جبکہ ایک لاکھ سے زیادہ تشدد کا شکار ہو چکے ہیں۔ چند سو مسلح مجاہدین سے لڑنے کے نام پر بھارتی افواج نے ایک کروڑ سے زائد لوگوں کو یرغمال بنا رکھا ہے۔

یہ اعداد و شمار حقیقت پر مبنی ہیں جن کی کئی لوگوں نے تصدیق کی ہے۔ بھارتی صحافی ارن دتی رائے نے مارچ 2013 میں کہا کہ، "آج دنیا میں کشمیر سب سے زیادہ فوج زدہ علاقہ ہے۔ بھارت کی تقریباً سات لاکھ فوج وہاں موجود ہے۔ اور نوے کی دہائی، بلکہ نوے کی دہائی کے شروع میں لڑائی شروع ہوئی جو مسلح تصادم میں تبدیل ہو گئی اور اس وقت سے تقریباً اڑسٹھ ہزار لوگ ہلاک، ایک لاکھ پر تشدد، دس ہزار غائب کر دیے گئے۔ کیا آپ یہ جانتے ہیں؟ میرا مطلب ہے، ہم چلی کے پینوچیٹ کے متعلق بہت بات کرتے ہیں۔ یہ اعداد و شمار اس سے کئی زیادہ ہیں"۔

لیکن بھارتی افواج کے ہاتھوں جو سب سے زیادہ پریشان کن اور شیطانی ظلم ہو رہا ہے وہ ہزاروں کشمیری خواتین کی عصمت دری ہے۔ بھارتی حکمرانی کی خلاف مزاحمت کو کچلنے کے لئے اجتماعی زیادتی کرنا ایک معمول بن چکا ہے۔ صرف 2015 میں بھارتی افواج کے خلاف ساڑھے تین ہزار (3500) عصمت دری کے مقدمات قائم کیے گئے۔ حقیقی اعدادو شمار کبھی سامنے نہیں آئیں گے کیونکہ کئی زیادتیوں کے واقعات شرم اور خاندان کی عزت کو بچانے کے لئے بتائے ہی نہیں جاتے۔ بھارتی افواج کی جانب سے خواتین کی عصمت دری کرنا وہ حقیقت ہے جسے بہت عرصے سے لوگ جانتے ہیں۔ ہیومن رائٹ واچ کی 1993 میں ایک رپورٹ "کشمیر میں عصمت دری: ایک جنگی جرم" میں یہ کہا گیا کہ، "عصمت دری کا نشانہ اُن خواتین کو بنایا جاتا ہے جن پر سیکیورٹی فورسز عسکریت پسندوں کا ہمدرد ہونے الزام لگاتی ہیں، ان کی عصمت دری کر کے سیکیورٹی فورسز پورے معاشرے کو ذلیل اور سزا دینے کی کوشش کرتے ہیں"۔

یہ زیادتیاں مسلسل جاری ہیں کیونکہ بھارتی افواج کو اس بات کی مکمل اجازت دی گئی ہے کہ وہ جو چاہیں کریں۔ مینار پیمپل، سینئر ڈائریکٹر گلوبل آپریشنز ایمنسٹی انٹرنیشنل نے کہا، "5 جولائی 2015 کو جموں و کشمیر میں آرمڈ فورسز اسپیشل پاور ایکٹ (AFSPA) کے قانون کو نافذ ہوئے پندرہ سال ہو جائیں گے۔ اب تک ریاست میں تعینات کیے گئے کسی ایک بھی سیکیورٹی فورس کے اہلکار کے خلاف انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کے حوالے سے عدالت میں مقدمہ نہیں چلایا گیا۔ احتساب کے نہ ہونے سے دیگر سنگین زیادتیوں کو کرنے کا موقع فراہم ہوا ہے"۔

حقیقت یہ ہے کہ کشمیر میں مسلمان کی زندگی ایک ظلم زدہ کی زندگی ہے۔ مقبوضہ کشمیر کی صورتحال فوجی حکمرانی سے مشابہ ہے جہاں معاشی آسودگی ممکن نہیں اور جہاں ایک پوری نسل تشدد کے ماحول میں پروان چڑھی ہے۔ بھارت ان وحشیانہ اعمال کو ریاست میں انتخابات کروا کر اور کٹھ پتلی حکومتیں بنا کر چھپانے کی کوشش کرتا ہے۔ بھارتی وزیر اعظم نریندر مودی نے مقبوضہ کشمیر میں حالیہ مزاحمتی تحریک کے اٹھنے کے بعد کشمیری مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے اپنے سابقہ رہنما اٹل بہاری واجپائی کی نقل کرتے ہوئے یہ نعرہ "انسانیت، جمہوریت اور کشمیریت" لگایا۔

> **بھارتی حکمران اشرافیہ کی کشمیر کے متعلق رویے کو سمجھنا مشکل نہیں جب یہ دیکھا جاتا ہے کہ بھارتی ریاست اقلیتوں کو عزت دینے اور ان کے حقوق کے تحفظ میں ناکام ہو چکی ہے۔**

صرف کشمیر میں ہی نہیں بلکہ پورے بھارت میں مسلمان مظالم کا شکار ہیں۔ بھارت میں مسلمانوں کے خلاف امتیازی سلوک عام ہے۔ 1992 میں ایودھیا میں بابری مسجد کو گرانے والی بھارتیہ جنتا پارٹی آج بھارت میں اقتدار میں ہے۔ اس کا موجودہ وارث اور رہنما نریندر مودی کے ہاتھ 2002 میں گجرات میں ہونے والے فسادات میں مسلمانوں کے خون سے رنگے ہوئے ہیں کیونکہ وہ فسادات اس نے کروائے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ بھارتی ریاست کی تاریخ صرف مسلمانوں کے خلاف مظالم سے بھری نہیں ہوئی بلکہ دوسری اقلیتیں بھی اس کا شکار ہیں۔ سکھ جو بھارت سے آزادی حاصل کر کے "خالصتان" کی مملکت بنانا چاہتے ہیں انہیں 1984 میں وحشیانہ طریقے سے بھارتی پنجاب میں کچل دیا گیا اور ان کے مقدس ترین مقام گولڈن ٹیمپل میں گھس کر چن چن کر قتل کیا گیا۔ بھارت میں آج مختلف صوبوں میں تیس سے زائد علیحدگی کی تحریکیں چل رہی ہیں جس میں شمال مشرق میں مغربی بنگال، آسام، اروناچل پردیس، میگھالایا، منی پور، میزورام، ناگالینڈ، تری پورا سے لے کر جنوب میں تامل ناڈو تک شامل ہیں۔

بھارتی حکمران اشرافیہ کی کشمیر کے متعلق رویے کو سمجھنا مشکل نہیں جب یہ دیکھا جاتا ہے کہ بھارتی ریاست اقلیتوں کو عزت دینے اور ان کے حقوق کے تحفظ میں ناکام ہو چکی ہے۔ یقیناً پانچ فیصد برہمنوں کی جانب سے ذات پات کے نظام کو لاگو کرنے کی وجہ سے اکثریتی دلت اور شودر کے خلاف امتیازی سلوک جائز ہو جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ بھارتی جمہوری نظام میں موجود بے انتہاء کرپشن، جسے سرمایہ دارانہ پالیسیوں نے ایک باقاعدہ شکل دے دی ہے، نے حکمران اشرافیہ میں سو سے زائد ارب پتی اکٹھے کر دیے ہیں جبکہ باقی آٹھ سو ملین (اسی کروڑ) لوگوں کو شدید غربت کے اندھیروں میں دھکیل دیا ہے۔ بھارت کی ثقافت اور سیاسی نظریہ حیات نے مذہب اور ذات پات کے نظام کی بنیاد پر معاشی و معاشرتی محرومیاں پیدا کیں ہیں جس کے نتیجے میں لوگ ان مظالم اور محرومیوں کے خلاف کھڑے ہوتے ہیں اور ریاست ان کو دبانے کے لئے ظلم کا سہارا لیتی ہے۔ تو کس طرح

مسلمان اس بات کی توقع کرسکتے ہیں کہ بھارتی ریاست کشمیری مسلمانوں سے عزت سے پیش آئے گی؟

لہٰذا بھارتی افواج پیلٹ گن کو استعمال کرکے کشمیری نوجوانوں کو اندھا کررہی ہیں لیکن دنیا خاموشی سے دیکھ رہی ہے۔ مغربی حکومتیں جو عموماً انسانی حقوق کے حوالے سے بلند و بانگ دعوے کرتیں ہیں، کشمیر کے مظالم کو نظر انداز کررہی ہیں۔ لیکن سب سے زیادہ فضول اور افسوس ناک رویہ پاکستان کی سیاسی و فوجی قیادت نے اپنایا ہے۔ بھارت کی جانب سے شدید اور وحشیانہ مظالم دیکھنے کے باوجود پاکستانی رہنماوں کے پاس منافقت کے سوا دینے کے لئے کچھ نہیں ہے۔ نواز شریف کا سب سے بہادرانہ عمل یہ ہے کہ پاکستان بھارتی افواج کے ہاتھوں زخمی ہونے والوں کی طبی امداد کا خرچہ اٹھائے گا لیکن اس کے ساتھ ہی نریندر مودی کو اسلام آباد میں ہونے والی سارک کانفرنس میں شرکت کی دعوت بھی دے دی۔ یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ اس طرز عمل کا بھارتی قیادت یہ مطلب نہ نکالے کہ اسے کشمیر پر قبضہ برقرار رکھنے کا حق دے دیا گیا ہے؟

پاکستان کے آرمی سربراہ، جنرل راحیل شریف نے اپنے پیش رو آرمی سربراہوں کی پاکستان کے قبائلی علاقوں فاٹا میں امریکہ موافق پالیسیوں کو ہی جاری و ساری رکھ کر ان قبائل کو نشانہ بنایا جنھوں نے 1947 میں موجودہ آزاد کشمیر کو آزاد کرانے میں اہم کردار ادا کیا تھا۔ جنرل راحیل نے بھی میڈیا پر رسمی بیانات جاری کرکے ثابت کیا کہ وہ بھی اس جواں مردی سے محروم ہیں جو کشمیر کو آزاد کرانے کے لئے ضروری ہے۔ پاکستانی میڈیا میں جنرل راحیل شریف کی جس بہادری کے چرچے کیے جاتے ہیں وہ کشمیر اور بھارت کا ذکر آتے ہی غائب ہوجاتی ہے۔ بلکہ یہ دیکھا گیا کہ پاکستان کی فضائیہ نے یہودی وجوود، اسرائیل کے ساتھ مشترکہ مشقیں کیں جو کہ ایک قابض وجود ہے اور فلسطین کے مسلمانوں کا بے دریغ قتل عام کرتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ کشمیر کے معاملے میں بھارت کو تیکنیکی مشورے دیتا ہے۔ تو کیا کل ہم یہ بھی دیکھ سکتے ہیں کہ کشمیری مسلمانوں کے قتل اور خواتین کی عصمت دری کے باوجود جنرل راحیل شریف کی موجودگی میں پاکستان کی فضائیہ بھارتی فضائیہ کے ساتھ مشترکہ مشقیں کررہی ہو؟

> **بھارتی قبضے کو ختم کرنے کا حقیقی حل ریاست پاکستان کی جانب سے کشمیر کی آزادی کے لئے فوج کشی ہے۔ پاکستان کے پاس فوجی صلاحیت بھی ہے اور اس پر یہ فرض بھی ہے کہ کشمیر کے مسلمانوں کی مدد کرے**

حقیقت یہ ہے کہ جنرل مشرف کے وقت سے پاکستان نے امریکی ہدایات کے مطابق کشمیر کے مسلمانوں سے کنارہ کشی اختیار کرنی شروع کردی تھی۔ یہ اس لیے کیا جارہا ہے تاکہ کشمیر کی وجہ سے بھارتی ریاست کو لگنے والے شدید زخم کو مندمل کیا جائے اور اس کے وسائل کا رخ چین کو محدود کرنے کے امریکی منصوبے پر لگائیں جائیں۔ یہی وجہ ہے مودی نے دہلی کے لال قلع میں کھڑے ہوکر یہ کہا کہ بھارت اب بلوچستان کے مسئلہ کو بھرپور طریقے سے اٹھائے گا۔ اسے یہ کہنے کی ہمت اس لیے ہوئی کہ بھارتی قیادت کو پاکستان کی شکست خوردہ حکمران سیاسی و فوجی اشرافیہ کی جانب سے کسی بھرپور ردعمل کی کوئی توقع نہیں جو کہ صرف اپنے مفادات اور امریکی ڈالروں کے حوالے سے ہی زیادہ پریشان ہوتی ہے۔ پاکستان کے سابق سفارت کار اشرف جہانگیر قاضی نے حال ہی میں روزنامہ ڈان میں لکھا کہ، "پاکستان نے کشمیر کے حوالے سے کبھی طویل مدتی پالیسی یا حکمت عملی بنانے کی کوشش نہیں کی۔۔۔۔بہت جوش و جذبے سے کشمیر کے لئے حمایت کی باتیں محض نعرے اور علامتی ہیں جبکہ ہمارے رہنما اس بات کو یقینی بناتے ہیں کہ کوئی منظم عوامی تحریک پیدا نہ ہو۔ کیوں؟ کیونکہ حکمران اشرافیہ یہ سمجھتی ہے کہ کوئی بھی ایسی تحریک اُس سیاسی نظام کے لئے خطرہ ہوگی جو انہیں سنبھالتی ہے"۔

ستر سال گزر جانے کے بعد یہ بات واضح ہے کہ پاکستان کے حکمران کشمیر کے لئے کچھ نہیں کریں گے۔ بھارت کے ساتھ کسی بھی قسم کے مذاکرات دھوکہ ہوں گے جس کا مقصد کشمیر کے مسئلے کو غیر اہم بناکر بھارت کو خطے کی طاقت بنانے کے امریکی منصوبے پر عمل کرنا ہوگا۔ اقوام متحدہ بھی کچھ نہیں کرے گی کیونکہ یہ ایک استعماری ادارہ ہے جو مغرب کی خارجہ پالیسی کی رسمی منظوری دیتا ہے۔ مغربی ممالک امریکہ اور برطانیہ کشمیر کے منصفانہ حل کے لئے کوئی مدد فراہم نہیں کریں گے کیونکہ وہ خود دنیا کے صف اول کی استعماری طاقتیں ہیں اور اس وقت اسلام کے خلاف جنگ میں ملوث ہیں۔ اس کے علاوہ وہ بھارت کے ساتھ تجارتی معاہدوں میں زیادہ دلچسپی رکھتے ہیں تاکہ چین کی ابھرتی طاقت کو محدود اور جنوب مشرقی ایشیا میں کسی اسلامی سیاسی نشاۃ ثانیہ کو ابھرنے سے روکا جاسکے۔ کشمیر کا پاکستان کے ساتھ الحاق پاکستان کو

مضبوط کرے گا اور یہ وہ چیز ہے جو امریکہ و برطانیہ دونوں ہی نہیں چاہتے۔ امریکی کے سیکریٹری خارجہ جان کیری نے اپنے حالیہ بھارت کے دورے کے دوران کشمیر پر بھارتی موقف کی تائید کی اور کہا کہ، "ہم اچھے اور برے دہشت گردوں میں امتیاز نہیں کر سکتے اور نہ کریں گے۔۔۔امریکہ دہشت گردی سے متعلق تمام امور پر بھارت کے ساتھ کھڑا ہے چاہے ان کا کہیں سے بھی تعلق ہو۔ یہ بات بالکل واضح ہے کہ ہم اس پر ایک ہی موقف رکھتے ہیں"۔

وہ کشمیری گروپ جو بھارتی قبضے کے خلاف لڑ رہے ہیں، وہ بھی اس مسئلہ کو حل نہیں کر سکتے۔ ان کے پاس اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے درکار وسائل اور صلاحیت نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ بھارتی قبضے کو ختم کرنے کا حقیقی حل ریاست پاکستان کی جانب سے کشمیر کی آزادی کے لئے فوج کشی ہے۔ پاکستان کے پاس فوجی صلاحیت بھی ہے اور اس پر یہ فرض بھی ہے کہ کشمیر کے مسلمانوں کی مدد کرے لیکن سیاسی ارادہ موجود نہیں ہے۔ بھارت کشمیری مسلمانوں کی حمایت سے مکمل محروم ہے لیکن ننگی مسلح قوت کی بنیاد پر کشمیر پر قابض ہے۔ یہ وہ صورتحال ہے جو بنگلادیش کے قیام سے مماثلت رکھتی ہے جب بھارت نے پہلے خفیہ طور پر اور پھر کھل کر بنگلادیش کی آزادی کے لئے کام کرنے والی تحریک کا ساتھ دیا اور پاکستان کی مشرقی بازو کو کاٹ ڈالا۔ وہ ریاست جو ایک علاقے پر اپنا قبضہ برقرار رکھنے کے لئے خواتین کی عصمت دری اور بچوں کو قتل کرنے کی اجازت دیتی ہو جیسا کہ بھارت کشمیر میں کر رہا ہے وہ کمزور اور بزدل ریاست ہے۔

اسلام مسلمانوں کے قتل اور ان کی آہانت کو معمولی مسئلہ نہیں سمجھتا۔ روایت ہے کہ عبداللہ بن امر نے کہا :رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ـ صلى الله عليه وسلم ـ يَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ وَيَقُولُ " مَا أَطْيَبَكِ وَأَطْيَبَ رِيحَكِ مَا أَعْظَمَكِ وَأَعْظَمَ حُرْمَتَكِ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَحُرْمَةُ الْمُؤْمِنِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللَّهِ حُرْمَةً مِنْكِ مَالِهِ وَدَمِهِ وَأَنْ نَظُنَّ بِهِ إِلاَّ خَيْرًا"میں نے رسول اللہ ﷺ کو کعبہ کا طواف کرتے اور یہ کہتے سنا:"تم کتنے اچھے ہو اور تمہاری خوشبو کتنی اچھی ہے، تم کتنے عظیم ہو اور تمہارا تقدس کتنا عظیم ہے۔ قسم اس کی جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے، اللہ کے نزدیک مسلمان کی حرمت تم سے زیادہ ہے، اس کا خون اور اس کا مال "(ابن ماجہ)۔ آج ہم کشمیر میں مسلمانوں کے خون، مال اور عزتوں کی کھلم کھلا بے حرمتی اور پامالی ہوتے دیکھ رہے ہیں لیکن پاکستان کی نام نہاد اسلامی قیادت ان مظالم کو نہ صرف نظر انداز کر رہی ہے بلکہ اسی بھارت قیادت کے ساتھ تعاون کے طلبگار ہیں جو اس خونی قبضے کی ذمہ دار ہے۔ کوئی اس سے زیادہ کیا بے شرم بن سکتا ہے جب نواز شریف نے ہندو انتہا پسند مودی کو لاہور رائے ونڈ میں اپنی پوتی کی شادی میں خوش آمدید کہا؟

اس طرز عمل سے بالکل متضاد طرز عمل خلیفہ معتصم کا تھا کہ جب رومیوں نے ایک مسلمان عورت پر حملہ کیا اور اس نے پکارا وا معتصماہ "اے معتصم"۔ جب یہ الفاظ خلیفہ معتصم تک پہنچے تو اس نے پوچھا، أي بلاد الروم أمنع وأحصن؟ "روم کا کون سا شہر سب سے زیادہ محفوظ اور نا قابل شکست ہے؟ جب اسے بتایا گیا کہ "عموریہ" ہے تو اس نے منہ توڑ جواب ایک بہت بڑی فوج کی صورت میں اس شہر روانہ کیا جس سے رومی سلطنت کی بنیادیں تک ہل گئیں۔

کمزوروں کو آزاد کرانا اور خلافت کے مسلم اور غیر مسلم شہریوں کو تحفظ فراہم کرنا دنیا میں مسلم حکمرانی کی روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، إِنَّمَا الإِمَامُ جُنَّةٌ يُقَاتَلُ مِنْ وَرَائِهِ وَيُتَّقَى بِهِ "بے شک خلیفہ ہی ڈھال ہے جس کے پیچھے رہ کر لڑا جاتا ہے اور اسی کے ذریعے تحفظ حاصل ہوتا ہے"(مسلم)۔ ایک مخلص اسلامی قیادت کبھی کشمیر کے مسلمانوں کو بھول نہیں سکتی۔ بھارت کو یہ جان لینا چاہیے کہ ریاست خلافت کشمیر کے مسئلے پر اپنی آنکھیں بند نہیں کرے گی جیسا کہ آج کی پاکستانی قیادت نے کر رہی ہے۔

عالمی سطح پر مسلمانوں کی یکجہتی ان کے عقیدے کی بنیاد پر ہی ہو سکتی ہے جو انہیں رنگ، نسل، زبان سے قطع نظر ایک دیوار کی طرح جوڑ دیتی ہے۔ ایک عقیدے کی بنیاد پر مسلمانوں کا ایک وجود ان میں موجود زبردست صلاحیتوں کا مظہر ہے جسے آنے والے خلافت راشدہ بھرپور طریقے سے استعمال کرے گی۔ لیکن آج ہم پاکستان کے حکمرانوں میں یہ دیکھتے ہیں کہ وہ پوری استقامت کے ساتھ اللہ کے نافرمانی کرنے میں لگے ہوئے ہیں اور ان میں کشمیر کے مسلمانوں کو آزاد کرانے کی کوئی لگن نظر نہیں آتی۔ صرف مسلم علاقوں میں خلافت کی واپسی سے ہی کشمیری مسلمانوں کے بھارتی قبضے سے آزادی کا خواب حقیقت بنے گا۔ لہٰذا پاکستان کے مسلمانوں پر لازم ہے کہ دوسری خلافت راشدہ کے احیاء کے لئے پاکستان کو نقطہ آغاز بنائیں خصوصاً حزب التحریر کو نصرۃ کی فراہمی کے لئے مسلح افواج کو پکاریں۔

ہندو ریاست کے ہاتھوں ہماری بڑھتی ہوئی ذلت و رسوائی کا سبب امریکہ سے ہمارا اتحاد ہے

پاکستان کے وزیر اعظم نواز شریف نے اقوامِ متحدہ کی جنرل اسمبلی سے 21 ستمبر 2016 کو اپنے خطاب میں بھارت سے مذاکرات کی بھیک مانگی اور کہا کہ، "مذاکرات دونوں ممالک کے مفاد میں ہیں۔۔۔مسئلہ کشمیر کو حل کیے بغیر پاکستان اور بھارت کے درمیان امن اور معمول کے تعلقات قائم نہیں ہوسکتے"۔ اُسی دن پاکستان کے سیکریٹری خارجہ نے امریکہ میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب میں بھارت کے ساتھ مذاکرات میں امریکہ کو اپنا کردار ادا کرنے کی التجا کی اور کہا کہ، "ہم سمجھتے ہیں کہ (کشیدگی کو ختم کرنے کے لئے) امریکہ کی ذمہ داری ہے اور اسے اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔۔۔ہم امریکہ سے یہ بات اس وقت تک کہتے رہیں گے جب تک کہ وہ یہ کردار ادا نہیں کرتا"۔ یہ دونوں پُرزور التجائیں نواز شریف کی امریکی سیکریٹری خارجہ سے دو روز قبل ہونے والی طویل ملاقات کے بعد کی گئیں۔ امریکی دفترِ خارجہ کے ترجمان نے کہا کہ، "وزیر اعظم اور سیکریٹری کیری نے کشمیر میں حالیہ تشدد پر تشویش کا اظہار کیا، خصوصاً فوجی اڈے پر ہونے والے حملے پر۔۔۔اور ضروری ہے کہ تمام فریق کشیدگی کم کریں"۔

اے پاکستان کے مسلمانو! امریکہ سے ہمارا اتحاد، خطے میں بھارتی سازشوں کا مقابلہ کرنے کے لئے ہمیں تقویت دینے کی بجائے مسلسل کمزور کررہا ہے۔ مشرف-عزیز حکومت کے دور میں امریکہ نے افغانستان پر حملے اور بعد ازاں اِس پر قبضہ کرنے کے لئے پاکستان کو استعمال کیا۔ پھر فوراً امریکہ نے افغانستان کے دروازے بھارت کے لئے کھول دیے تا کہ وہ وہاں اپنا غیر معمولی وجود اور اثر و رسوخ قائم کرسکے۔ اس اثر و رسوخ اور موجودگی کو اب ہندو ریاست پاکستان کو غیر مستحکم کرنے کے لئے استعمال کررہی ہے اور پاکستان بھر میں افراتفری اور فتنے کی آگ سلگا رہی ہے۔ اس کے بعد مشرف-عزیز حکومت نے امریکی مطالبے پر کشمیر میں جہاد کو "دہشت گردی" قرار دے دیا جس سے بھارت کو بہت بڑی آسانی فراہم کی گئی، وہ بھارت جس کی بزدل افواج چند مٹھی بھر مسلمانوں کے ہاتھوں شدید خوفزدہ اور پریشان تھیں اگرچہ یہ مسلمان معمولی اسلحے سے لیس لیکن ایمانی جذبے سے سرشار تھے۔

"سرحد پار دہشت گردی کو روکنے" کے نام پر کشمیر میں جاری مسلم مزاحمت کی تحریک کی پیٹھ میں چھرا گھونپ دیا جائے

اس کے بعد کیانی-زرداری حکومت نے امریکی مطالبے پر ہماری افواج کو افغانستان میں موجود امریکی افواج کے دفاع کے لئے مغربی سرحدوں پر مصروف کردیا اور اس عمل نے بھارت کو مشرقی سرحدوں پر اور بھی زیادہ آسانی فراہم کی اور اس کے علاقائی عزائم کو مزید جِلا بخشی۔ اس کے علاوہ جنرل کیانی کے دور میں جنرل راحیل نے ذاتی طور پر، امریکی مطالبے کے عین مطابق، پاکستان آرمی کے فوجی نظریے میں، جسے "گرین بک" کہا جاتا ہے، فوج کی بھارت پر توجہ مرکوز رکھنے کی پالیسی میں تبدیلی کی اور اس طرح امت کی سب سے طاقتور اور باصلاحیت فوج کو بھارت کی راہ میں رکاوٹ بننے سے روک دیا۔

اور اب راحیل-نواز حکومت کے دور میں فوجی و سیاسی قیادت میں موجود غدّار امریکی مطالبے کے عین مطابق بھارت سے مذاکرات کے لئے مرے جارہے ہیں تا کہ کشمیر کو آزاد کرکے پاکستان کا حصہ بنانے کی ہر امید کو ہمیشہ کے لئے دفن کردیا جائے۔ امریکی مطالبے کا مقصد مذاکرات کی بھول بھلیوں کے ذریعے بھارت کی کامیابی کو یقینی بنانا ہے کیونکہ اس طرح بھارت کو وہ کامیابی ملے گی جو وہ کسی صورت میدان جنگ میں حاصل نہیں کرسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ جنرل راحیل نے 6 ستمبر 2016 کو امریکی مطالبے کے عین مطابق کشمیر کی مدد کو صرف سفارتی اور اخلاقی حد تک محدود کرنے کے الفاظ کو دہرایا، انہوں نے کہا: "کشمیر ہماری شہ رگ ہے اور ہم تحریکِ آزادی کی ہر سطح پر سفارتی اور اخلاقی مدد جاری رکھیں گے"۔ جہاں تک تعلقات کو "معمول" پر لانے کی بات ہے تو اس میں امت کے لیے مزید خطرات ہیں کیونکہ یہ امریکی مطالبہ ہے تا کہ بھارت کو خطے کی بالادست طاقت بنانے میں پاکستان کی طرف سے رکاوٹ نہ رہے۔ تعلقات کو معمول پر لانے میں یہ بھی شامل ہے کہ "انتہا پسندی سے مقابلے" کے نام پر پاکستان میں اسلام کو کچل دیا جائے، "سرحد پار دہشت گردی کو روکنے" کے نام پر کشمیر میں جاری مسلم مزاحمت کی تحریک کی پیٹھ میں چھرا گھونپ دیا جائے اور "تحمل (Restraint)" کے نام پر اپنے ایٹمی پروگرام پر بذاتِ خود ضرب لگائی جائے۔

کوئی شک نہیں کہ امریکہ سے اتحاد کو فائدہ مند بنا کر پیش کرنا ایک دھوکہ ہے حالانکہ حقیقت میں یہ اتحاد ہماری کمزوری کی سب سے بڑی وجہ ہے۔ امریکہ مسلم علاقوں میں افراتفری کی آگ لگانے، ان پر قبضہ کرنے اور ان کو بلا خوف بربریت کا نشانہ بنانے میں آگے آگے ہے اور اس کے لئے وہ خود اپنی افواج اور ہندو اور یہودی ریاست کی افواج کو استعمال کرتا ہے۔ کسی بھی کھلے دشمن سے اتحاد کرنے سے غدّاری کو دہرانے کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہوتا ۔ جہاں تک اپنے معاملات کو، جس میں کشمیر بھی شامل ہے، اقوامِ متحدہ کے پاس لے جانے کا تعلق ہے تو یہ بے کار عمل ہے کیونکہ اس کی سیکیورٹی کونسل میں بیٹھے ویٹو کے حامل پانچوں مستقل اراکین مسلمانوں کے کھلے دشمن ہیں۔ اقوامِ متحدہ میں اپنے معاملات لے جانا حرام ہے کیونکہ وہ ایک غیر اسلامی (طاغوتی) ادارہ ہے جہاں کفر کی بنیاد پر فیصلے کئے جاتے ہیں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتے ہیں، **أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُواْ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَن يَتَحَاكَمُواْ إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُواْ أَن يَكْفُرُواْ بِهِ وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَن يُضِلَّهُمْ ضَلاَلاً بَعِيدًا** "کیا آپ ﷺ نے نہیں دیکھا ان لوگوں کو جو دعویٰ کرتے ہیں کہ ایمان لائے ہیں، اس پر جو آپ ﷺ کی طرف اور آپ ﷺ سے پہلے نازل ہوا، چاہتے ہیں کہ اپنے فیصلے طاغوت (غیر اللہ) کے پاس لے جائیں حالانکہ ان کو حکم ہو چکا ہے کہ طاغوت کا انکار کر دیں۔ شیطان چاہتا ہے کہ وہ ان کو بہکا کر دور جا ڈالے" (النساء:60)۔

اے افواجِ پاکستان کے مسلم افسران! امریکہ کی اندھی تقلید میں راحیل-نواز حکومت مقبوضہ کشمیر میں ہمارے بھائیوں اور بہنوں سے غدّاری کرنے اور ہندو ریاست کے سامنے ذلیل ہونے اور گھٹنے ٹیکنے کے لئے حرکت میں آرہی ہے۔ آپ کے غصّے سے بچنے کے لئے ہر ممکن چال چلتے ہوئے، راحیل-نواز حکومت ہندو ریاست کے سامنے گھٹنے ٹیکنے کے اس منصوبے پر دھیرے دھیرے آگے بڑھ رہی ہے جبکہ ہونا یہ چاہئے کہ کوئی بھی مخلص اور طاقتور حکمران آپ کو جہاد کا حکم جاری کرے تاکہ اس ذلّت کو ختم کیا جائے، مسلمانوں کو مصیبت سے نکالا جائے اور ان کے تھکے ماندے جسموں کو جیت کی خوشی سے معمور کیا جائے ۔ یقیناً رسول اللہ ﷺ کے الفاظ سچے اور برحق ہیں کہ، **مَا تَرَكَ قَوْمٌ الْجِهَادَ إلاّ ذُلّوا** "جو قوم بھی جہاد چھوڑ دے وہ ذلّت کا شکار ہو جاتی ہے" (احمد)۔ اور ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ اگر آپ کے دشمن انتہائی کم تعداد ، کمزور اور معمولی اسلحے سے لیس لیکن انتہائی بہادر اور ثابت قدم مسلمانوں کا سامنا کرنے سے گھبراتے ہیں تو اس وقت ان کا کیا حال ہو گا جب وہ ایک مکمل مسلح اور پر جوش مسلم فوج کا ایک منظم جہاد میں سامنا کریں گے ؟!

آج کی صورتحال میں یہ کافی نہیں کہ آپ خلافت کے منصوبے کی صرف زبانی حمایت کریں جبکہ خلافت ہی ہمارے دشمنوں کے خلاف حقیقی طاقت اور تحفظ فراہم کرتی ہے۔ ہم یہ جانتے ہیں کہ آپ کی اِس زبانی حمایت نے بھی حکومت کے ہوش و حواس اُڑا دیے ہیں اور یہ حکومت پاگل پن میں خلافت کی پکار کو آپ کے کانوں تک پہنچنے سے روکنے کے لئے اغوا اور تشدد تک ہر حربہ استعمال کر رہی ہے ۔ لیکن صرف زبانی حمایت کافی نہیں جبکہ اس وقت عمل کی ضرورت ہے۔ حزب التحریر کی پکار کا جواب دیں اور نبوت کے طریقے پر خلافت کے قیام کے لئے نصرۃ فراہم کر کے اپنی ذمہ داری ادا کر دیں۔

صرف اور صرف اسی صورت میں ایک ایسا حکمران آپ کی قیادت کرے گا جو پوری امت کو ایک مملکت میں یکجا کر کے دنیا کی سب سے باوسائل ریاست میں بدل دے۔ صرف اور صرف اسی صورت میں ایک ایسا حکمران آپ کی قیادت کرے گا جس کی سب سے پہلے ترجیح یہ ہو گی کہ ہمیں دنیا کی صف اول کی ریاست میں ڈھال دے جو اسلام کے طرز زندگی کو بالادست بنانے کے لئے بین الاقوامی امور کو اپنی مرضی سے طے کرے۔ صرف اور صرف اسی صورت میں ایک راشد حکمران یعنی مسلمانوں کا خلیفہ ، مسلم علاقوں، چاہے وہ کشمیر ہو یا افغانستان، فلسطین ہو یا عراق، کو آزاد کرانے کے لئے عظیم الشان جہاد میں آپ کی قیادت کرے گا۔ ہم آپ کو اس چیز کی جانب بلاتے ہیں جو ہم آپ کے لئے پسند کرتے ہیں اور جو دنیا کے تمام فانی مال و متاع سے زیادہ قیمتی ہے یعنی اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا اجر اور اس کی رضا جسے حاصل کرنے کا طریقہ اپنی طاقت و قوت کے ساتھ اللہ کی راہ میں اپنی جان لگا دینا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، **مَا أَحَدٌ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ يُحِبُّ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا وَلَهُ مَا عَلَى الأَرْضِ مِنْ شَيْءٍ، إِلاَّ الشَّهِيدُ، يَتَمَنَّى أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا فَيُقْتَلَ عَشْرَ مَرَّاتٍ، لِمَا يَرَى مِنَ الْكَرَامَةِ** "جو بھی جنت میں داخل ہو گا وہ دنیا میں واپس جانا نہیں چاہے گا چاہے اسے دنیا کی تمام دولت ہی کیوں نہ دے دی جائے، سوائے اس مجاہد کے جو واپس دنیا میں جانے کی خواہش کرتا ہے تاکہ وہ اس عزت کے لئے جو اسے (اللہ کی جانب سے) ملتی ہے دس بار شہید ہو"۔

28 ذوالحجہ 1437 ہجری

بمطابق 30 ستمبر 2016 عیسوی

حزب التحریر ولایہ پاکستان

بھارت کشمیری مسلمانوں کو قتل کر رہا ہے جبکہ پاکستان کی حکومت مسلمانوں کی حفاظت فوج کو امریکہ کے مفاد کے لیے استعمال کر رہی ہے

پریس ریلیز

جمعہ 16 ستمبر کو گیارہ سالہ ناصر شفیع کی لاش مقبوضہ کشمیر کے دار لحکومت سری نگر کے مضافات سے ملی۔ اس کی لاش لوہے کے چھرّوں سے چھلنی تھی۔ بھارتی سیکیورٹی فورسز مسلمان مظاہرین پر پیلیٹ گنز استعمال کر رہی ہیں جو دہائیوں پر مبنی بھارت کے وحشیانہ قبضے کے خلاف مظاہرے کر رہے ہیں۔ ناصر شفیع کے والد کے مطابق اس کی لاش پر تشدد کے نشانات تھے۔ اس کا بازو ٹوٹا ہوا اور بال نوچے ہوئے تھے۔ پچھلے دو مہینوں سے بھارتی سیکیورٹی فورسز کے وحشیانہ ظلم و ستم نے آسی (80) کشمیری مسلمانوں کی جان لے لی ہے۔ یہ سلسلہ اس وقت شروع ہوا جب بائیس (22) سالہ باغی کمانڈر برہان وانی کو حراست میں قتل کر دیا جو کشمیر کے مسلمانوں کو مجرمانہ قبضے کے خلاف جدوجہد کے لئے پکارتا تھا۔ زیادہ تر مظاہرین اور وہ جو بھارتی فورسز کے ہاتھوں ہلاک یا زخمی ہوئے، نوجوان ہیں۔ 9 جولائی سے اب تک آٹھ ہزار پانچ سو (8500) افراد زخمی ہوئے ہیں۔ ان زخمیوں میں سے تقریباً پانچ سو (500) افراد کی آنکھیں جن میں چار سالہ بچہ بھی شامل ہے بھارتی پولیس اور افواج کی جانب سے فائر کیے جانے والے لوہے کے چھرّوں سے شدید زخمی ہوئے۔ چودہ سالہ انشا ملک چھرّے لگنے سے دونوں آنکھوں کی بینائی سے محروم ہو گیا؛ تیرہ سالہ میر عرفات کا دل اور آنت چھرّے لگنے سے زخمی ہو گئے؛ چار سالہ زہرہ مجید کی ٹانگیں اور پیٹ چھرّے لگنے سے زخمی ہو گئے جب بھارتی پولیس نے اس کے خاندان کو اس وقت نشانہ بنایا جب وہ اپنے گھر کے باہر کھڑے تھے۔ درحقیقت سینٹرل ریزرو پولیس فورس، جو کہ بھارتی پیرا ملٹری کا حصہ ہے، نے جموں و کشمیر ہائی کورٹ میں تسلیم کیا کہ انہوں نے صرف بتیس (32) دنوں میں تیرہ لاکھ لوہے کے چھرّے استعمال کیے ہیں۔ سر نگر کے شری مہاراجہ ہری سنگھ اسپتال کے ڈاکٹر کے مطابق چودہ فیصد لوہے کے چھرّوں کے متاثرین کی عمر پندرہ سال سے کم ہے۔ اس وحشیانہ تشدد کے ساتھ ساتھ بھارتی حکومت نے کشمیر میں میڈیا بلیک آوٹ کر دیا ہے جس کے تحت مقامی میڈیا اور موبائل اور انٹر نیٹ مواصلات کو بند کر دیا گیا تا کہ باہر کی دنیا تک اس کے خوفناک جرائم کی خبریں پہنچ نہ سکیں۔

کشمیر کے مسلمانوں کے لئے زندگی ناقابل برداشت ہو گئی ہے جو کئی دہائیوں سے ظالمانہ بھارتی قبضے کے زیر سایہ دہشت کے ماحول میں زندگی گزار رہے ہیں۔ قاتل بھارتی حکومت نے چھ لاکھ سے زائد افواج اس مسلم اکثریتی علاقے میں تعینات کر رکھی ہے یعنی بیس آدمیوں پر ایک سپاہی اور اس کی افواج کی تاریخ اغوا، تشدد، جنسی زیادتی اور حراست میں موجود افراد کے غیر عدالتی قتل سے بھری پڑی ہے۔ 1989 سے اڑسٹھ ہزار (68000) سے افراد جن میں زیادہ تر عام شہری تھے بھارتی افواج کے ہاتھوں ہلاک ہو چکے ہیں۔ اس تمام تر صورتحال کے باوجود پاکستان کے وزیر اعظم نواز شریف، جو دنیا کی چھٹی بڑی فوج کی کمان رکھتے ہیں اور وہ اس قبضے کو ختم کرنے کی بھرپور صلاحیت بھی رکھتی ہے، اس ہفتے اقوام متحدہ کے جنرل اسمبلی میں کھڑے ہوئے اور بغیر کسی شرم کے بے کار اور ناکارہ اقوام متحدہ سے کشمیر میں خون خرابہ ختم کرانے کو کہا۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ راحیل-نواز حکومت کشمیر کے مسلمانوں کی آزادی کے لئے فوج کو حرکت میں لاتی لیکن فوج کو امریکہ کی خدمت میں ان مجاہدین کے خلاف استعمال کیا جو امریکہ کے خلاف لڑ رہے ہیں۔ راحیل-نواز حکومت نے کشمیر کے مسلمانوں کو تحفظ فراہم کرنے کی ذمہ داری اپنے کندھوں سے اٹھا کر اس بین الاقوامی برادری پر ڈال دی جس کے اپنے ہاتھ اس خطے کے مسلمانوں کے خون سے رنگے ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ وہی بین الاقوامی برادری ہے جس نے کئی دہائیوں سے بھارتی فوجیوں کے ہاتھوں کشمیری مسلمانوں کے خلاف انسانی حقوق کی سنگین خلاف ورزیوں پر آنکھیں بند کر رکھی ہیں جس میں قتل عام اور کشمیر میں میڈیا پر پابندی بھی شامل ہے جبکہ وہ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ آزادی رائے ان کے بنیادی اصولوں میں سے ہے۔ اس بین الاقوامی برادری نے تحفظ اور تبدیلی کی چھوٹی امیدیں دلا کر صرف اور صرف امت کی تکالیف کو بڑھانے اور جاری و ساری رکھنے میں کردار ادا کیا ہے۔ یہ مسلمانوں کے ساتھ توڑے گئے وعدوں اور یقین دہانیوں کا قبرستان ہے۔

بقیہ صفحہ 8 پر

حلب کے مسلمان اللہ سے دعا کے لیے اپنے ہاتھ اٹھا رہے ہیں کہ مسلمانوں کی افواج اُن کو بچانے کے لیے حرکت میں آئیں

پریس ریلیز

منگل کے دن صبح سویرے روسی اور شامی فضائیہ نے ایک بار پھر شام کے شہر حلب کے کئی علاقوں پر بمباری کی ۔۔۔ اس بمباری میں الصاخور ہسپتال کو بھی نشانہ بنایا گیا، جس میں سات لوگ مارے گئے، جن میں طبی عملے کے دو افراد بھی تھے (الجزیرہ، 4 اکتوبر 2016)۔ پیر کے دن بمباری میں محصور شہر حلب کے مشرقی علاقے میں واقع سب سے بڑے ہسپتال کو نشانہ بنایا گیا، جس سے ہسپتال تباہ ہو گیا اور اس کے اندر مرمت اور دیکھ بھال کا کام کرنے والے کم از کم تین مزدور بھی مارے گئے۔۔۔ (فرانس 24، اے ایف پی، 3 اکتوبر 2016)۔

یوں حلب کو روسی اور شامی وحشیانہ بمباری کا سامنا ہے جس میں ہر قسم کا اسلحہ استعمال کیا جا رہا ہے، بلکہ بعض اسلحہ تو ایسا ہے جو پہلے کبھی استعمال ہی نہیں ہوا اور روس پہلی بار شام میں اس اسلحہ کا تجربہ کر رہا ہے مثلاً وہ میزائل جس کی آواز صرف پھٹنے کے وقت ہی سنی جا سکتی ہے۔۔۔ قتل و غارت تسلسل سے جاری ہے، لوگوں کے گھر ان کے سروں پر ہی گرا دیئے جاتے ہیں، حتی کہ ہسپتال اور مساجد ملبے کا ڈھیر بن چکے ہیں۔۔۔ اور یہ سب دنیا کی آنکھوں کے سامنے ہو رہا ہے: مقامی، علاقائی اور بین الاقوامی طور پر۔۔۔ یہ سب کچھ لوگوں کو اس دھوکے میں رکھ کر کیا جا رہا ہے کہ روس اور امریکہ کے درمیان کوئی تنازعہ اور تناؤ ہے، گویا روس نے شام میں امریکہ کی منظوری کے بغیر مداخلت کی تھی، حالانکہ شام میں مداخلت کی ذمہ داری اُس وقت روس کے سپرد کی گئی تھی جب 29 ستمبر 2015 کو واشنگٹن میں اوباما اور پوٹین کے درمیان ملاقات ہوئی تھی، جس کے اگلے ہی دن صبح سویرے 30 ستمبر 2015 کو روسی فضائیہ نے بمباری شروع کر دی تھی۔۔۔ امریکہ نے اپوزیشن کو دھوکہ

> **امریکہ یہ ظاہر کرتا رہا کہ وہ اپوزیشن کے ساتھ ہے اور روس حکومت کے ساتھ، گویا کہ دونوں مخالف ہیں، جبکہ امریکی بمبار اور روسی بمبار طیارے شانہ بشانہ اڑ کر مکمل ہم آہنگی سے بمباری کر رہے ہیں**

دینے کی کوشش کی کہ وہ ان کے ساتھ ہے، جبکہ روس حکومت کے ساتھ ہے! امریکہ نے اس بیان کو بھی کئی بار دہرایا کہ شام کے مستقبل کے حوالے سے حل میں بشار کی کوئی جگہ نہیں، مگر آج جب حلب میں امریکی دھوکہ بے نقاب ہو گیا تو وہی امریکہ اپوزیشن سے مطالبہ کر رہا ہے کہ وہ بشار کی شراکت کو قبول کرے!

امریکی سیکریٹری خارجہ جان کیری نے اپنی خواہش کا اظہار کیا ہے کہ اپوزیشن کو ان انتخابات میں حصہ لینا چاہیے جن میں شامی صدر بشار الاسد بھی شرکت کریں گے اور کیری اِس کو شام کے مسئلہ کے سیاسی حل کے لیے امید کی کرن سمجھتے ہیں۔۔۔ (رشیا ٹوڈے یکم اکتوبر 2016)۔ سیکریٹری خارجہ نے ایک اجلاس میں مشورہ دیا کہ اپوزیشن ان انتخابات میں شریک ہو جس میں بشار الاسد بھی حصہ لے گا، اور یہ بات امریکہ کی جانب سے بشار کو برطرف کرنے کے مطالبے کے برعکس ہے (الجزیرہ، یکم اکتوبر 2016)۔۔۔ یہی وجہ ہے کہ شامی بحران نے صحیح معنوں میں استعماری کفار، ایجنٹوں اور منافقین کو بے نقاب اور رسوا کر دیا ہے کہ وہ مؤمنوں کو کیسے دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں﴿وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ﴾ **"وہ تو اپنے آپ کو ہی دھوکہ دیتے ہیں مگر شعور نہیں رکھتے"** (البقرۃ:9)۔ امریکہ اس دھوکہ بازی میں دو جانب سے پیش رفت کر رہا تھا: اعلانیہ طور پر امریکہ سیاسی حل کے اقدامات کر رہا تھا، اور جب فوجی کاروائی کی ضرورت پڑتی تھی تو امریکہ بین الاقوامی اتحاد کو استعمال کرتا تھا۔۔۔ پھر اُس نے اپوزیشن کو مارنے کی ذمہ داری روس، ایران اور ان کے پیروکاروں اور آلہ کاروں کو دی، حالانکہ سیاسی طور پر آگاہ ہر شخص یہ جانتا ہے کہ شام میں سرکش باپ حافظ الاسد کے زمانے سے بیٹے بشار الاسد کے زمانے تک بالادستی امریکہ ہی کی ہے۔۔۔

باپ بیٹے کی سرکش حکومت کی داغ بیل امریکہ نے دہائیوں پہلے ڈالی تھی، اور اپنے اور یہودیوں کے مفادات کی حفاظت کے لیے وہ اِن کی حفاظت کرتا تھا اور ان کو قائم رکھتا تھا، یہی وجہ ہے کہ اس شامی حکو

مت نے گولان (شام کا پہاڑی علاقہ) یہودی وجود کے ہاتھوں کھو دیا اور اس کے بعد یہ محاذ ٹھنڈا رکھا (کبھی اس کو آزاد کروانے کی سنجیدہ کوشش نہیں کی) اور یہود کے ساتھ شیر وشکر ہو کر رہنے لگے۔۔۔ پھر سرکش حافظ الاسد ہلاک ہو گیا اور اس کا بدترین جانشین آ گیا جس کو سابقہ امریکی سیکریٹری خارجہ میڈیلین البرائٹ نے اپنے پہلے دورے کے وقت تیار کیا تھا جب وہ اس کے باپ کی تعزیت کے لئے پہنچی تھی، "کل البرائٹ نے حافظ الاسد کی موت پر تعزیت کے دوران ہی بشار الاسد سے ملاقات کی ۔ شامی ٹی وی نے دکھایا کہ البرائٹ اور بشار بات چیت کرتے ہوئے محل کے ایک کمرے سے نکل رہے ہیں۔ یہ بشار اور البرائٹ کی پہلی ملاقات تھی۔۔۔ ملاقات کے اختتام پر سیکریٹری خارجہ نے اس ملاقات کو مشرق وسطیٰ کے امن کے لیے 'حوصلہ افزا پیش رفت' قرار دیا۔۔" (البیان نیوز ایجنسی 14 جون 2000)۔ یوں بشار امریکی اور یہودی مفادات کی حفاظت میں اپنے مرنے والے باپ کے نقش قدم پر ہی کاربند رہا، اُس نے لوگوں پر مظالم کے پہاڑ توڑے یہاں تک کہ اُس کا جبر ہر حد پار کر گیا اور شام کے لوگ اپنے بنیادی حقوق کے مطالبے کے ساتھ حرکت میں آئے مگر اِس نے اُن پر حملہ کر دیا: مردوں سے پہلے عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو نشانہ بنایا۔۔ قتل وغارت، تباہی اور خون خرابے کے ذریعے ان کو جھکانے کی کوشش کی۔ اور جب بشار اِس میں بے بس ہو گیا تو امریکہ نے ایران اور اُس کی ملیشیا کے ذریعے اِس کو کمک پہنچائی، اور جب وہ بھی ناکام ہوگئے تو امریکہ نے روس کے ذریعے بشار کو مدد بھیجی، اور یہیں سے روس اس تنازعہ میں انتہائی وحشیانہ طریقے سے داخل ہوا اور زمین پر موجود اڈوں میں دندناتے ہوئے پھرنے لگا اور فضاؤں اور سمندر سے میزائل برسانے لگا۔ اس سب کے دوران امریکہ یہ ظاہر کرتا رہا کہ وہ اپوزیشن کے ساتھ ہے اور روس حکومت کے ساتھ، گویا کہ دونوں مخالف ہیں، جبکہ امریکی بمبار اور روسی بمبار طیارے شانہ بشانہ اڑ کر مکمل ہم آہنگی سے بمباری کر رہے ہیں ﴿هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ قَاتَلَهُمُ اللَّهُ أَنَّى يُؤْفَكُونَ﴾ **"یہی دشمن ہیں، لہٰذا اِن سے ہوشیار رہو۔ اللہ ان کو ہلاک کرے ، کہاں بھٹکے جا رہے ہیں"** (المنافقون:4)۔

اس کے ساتھ 12 ستمبر 2016 کو جنگ بندی کا معاہدہ ہوا جس کا اعلان شامی حکومت کی جانب سے حلب کا محاصرہ مکمل کرنے کے بعد کیا گیا، اور اس مقصد کے حصول کے لئے شامی حکومت کی بھرپور مدد کی گئی۔ اس سال اگست کے شروع میں انقلابی اِس محاصرے کو توڑنے میں کامیاب ہو گئے تھے جس کو حکومت نے 26 جولائی 2016 کو حلب پر مسلط کیا تھا، چونکہ امریکہ چاہتا تھا کہ حلب کا محاصرہ ہوتے ہوئے ہی جنگ بندی کی جائے اسی لیے روس، ایران اور اس کی ملیشیا کے ذریعے حملوں میں اضافہ کیا گیا، اس پر مستزاد یہ کہ ترکی کے ذریعے ان گروپوں کو جو ترکی کے وفادار ہیں حلب کے محاذ سے جرابلس کے محاذ منتقل کر دیا گیا جس سے حلب کا محاذ کمزور ہو گیا۔۔۔ اس سب کی وجہ سے شامی حکومت 4 ستمبر 2016 کو حلب کا دوبارہ محاصرہ کرنے میں کامیاب ہو گئی، "شامی حکومت کی فوج نے حلب کے ان علاقوں کا مکمل محاصرہ کر لیا جن پر اپوزیشن کا کنٹرول ہے، یوں میدان جنگ کی صورت حال دوبارہ گزشتہ مہینے کی 6 تاریخ سے قبل والی ہو گئی۔۔۔" (العربی الجدید 4 ستمبر 2016)۔

امریکہ اور روس یہ گمان کرتے رہے کہ اہل شام جھک جائیں گے اور سرکش بشار کے ساتھ جنگ بندی اور اس کے ساتھ حکومت میں شراکت داری کی اعلانیہ اور مخفی شرائط کو قبول کر لیں گے، لیکن جب وہ اہل شام اور ان کی مزاحمت کو جھکانے میں کامیاب نہ ہو سکے تو زیادہ مجرمانہ اور زیادہ وحشیانہ منصوبہ بنا لائے۔ پہلے امریکہ روس کے وحشیانہ پن کو کچھ کم کر کے اپوزیشن کو یہ دھوکہ دیتا رہا کہ وہ ان کے ساتھ ہے۔ مگر اب کی بار اِسے بہت جلدی ہے کیونکہ امریکہ اوباما کی صدارتی مدت کے اختتام سے پہلے، جو کہ جنوری 2017 کے آخر میں ختم ہو رہی ہے، کوئی اہم کامیابی حاصل کرنا چاہتا ہے لہٰذا اس نے روس کو کھلی چھوٹ فراہم کر دی ہے کو وہ اپنے جرائم کو وسعت دیتا جائے اور امریکہ کھل کر اس کے ساتھ کھڑا ہوا ہے اور اپوزیشن کو روس کے وحشیانہ پن سے بچانے کی جو تھوڑی بہت کوشش وہ کرتا آیا تھا اب اُس نے وہ بھی چھوڑ دی ہے۔ اگرچہ امریکہ بے نقاب ہو چکا ہے لیکن اب بھی وہ اس کو چھپانے کے لئے اپنے اور روس کے درمیان مصنوعی تناؤ کا تاثر دے رہا ہے! 19 ستمبر 2016 کو جنگ بندی کے خاتمے کے اعلان کے بعد شام کے بحران کے حل کے حوالے سے روس کے ساتھ بات چیت کو بند کرنے کا اعلان کیا گیا۔ "وائٹ ہاؤس کے ترجمان جوش ایرنسٹ نے کہا، 'روس سے متعلق سب کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا ہے۔۔۔ امریکہ اور روس کے درمیان بات چیت کے لیے اب اور کچھ نہیں بچا' یعنی شام کے حوالے سے اور اُس نے مزید کہا کہ صورتحال افسوسناک ہے۔۔۔" (میڈل ایسٹ آن لائن، 3 اکتوبر 2016)۔ سخت الفاظ کے تبادلے اور جنگ بندی کے خاتمے کے حوالے سے ایک دوسرے پر الزامات لگانے کے ساتھ ہی امریکہ اور روس نے یہ کہا کہ وہ دونوں تعاون کر رہے ہیں۔ " کیری نے کہا کہ روسی اور امریکی فوجیں ایک دوسرے کے ساتھ رابطوں کا چینل استعمال کریں گے تاکہ شام میں انسدادِ دہشت گردی کی کاروائیوں کے دوران اُن کی افواج ایک دوسرے کے راستے میں نہ آئیں" (میڈل ایسٹ

آن لائن، 3 اکتوبر 2016)، اور اس نے مزید کہا" ہم پہلے کی طرح پورے ملک میں مستقل جنگ بندی کی کوشش جاری رکھیں گے جس میں یہ بھی شامل ہے کہ شام میں روسی اور شامی فوج مخصوص علاقوں میں ہی محدود رہیں" (اے ایف پی عربی، 4 اکتوبر 2016)۔ امریکہ اور روس کے درمیان اِس ظاہری تناؤ کی صورتحال کے باوجود روسی وزیرِ خارجہ لاوروف اور امریکی سیکریٹری خارجہ کیری دونوں ایک دوسرے سے ملاقاتیں کررہے ہیں اور گہرے دوستوں کی طرح بات کر رہے ہیں، " لاوروف نے کہا کہ: 'ہم نے شام میں مسئلے کو حل کرنے کے لیے جس بات پر اتفاق کیا تھا اس کو عملی جامہ پہنانے کی راہ میں موجود تمام رکاوٹوں کو ہٹانے کی کوشش کر رہے ہیں'، اُس نے اِس بات پر زور دیا کہ وہ اپنے امریکی ہم منصب سے روزانہ کی بنیاد پر بات کرتے ہیں، اور اُس نے بتایا کہ پچھلے ہفتے کے دن ایک ہی دن میں ان کے درمیان تین بار بات ہوئی" (رشیا ٹوڈے 3 اکتوبر 2016)۔ یوں وہ بھیس بدل بدل کر اس تصادم کے حوالے سے امریکی انتظامیہ کی طرف سے دی گئی ذمہ داریاں نبھاتے ہیں اور شام پر اور اہل شام پر بمباری اور میزائلوں کی بارش تیز کرتے ہیں تاکہ اہل شام کو بشار کے ساتھ مذاکرات کرنے، امریکی نگرانی میں مشترک حکومت کے امریکی حل کو قبول کرنے اور جرائم کو بھلا دینے پر مجبور کر دیا جائے۔

شام میں بھرپور جنگ کی آگ بھڑکائی گئی ہے، قتل وغارت کا بازار گرم کیا گیا ہے، ہسپتال اور گھر تباہ کیے گئے ہیں، اور شہداء اور زخمیوں کی تعداد کو شمار کرنا مشکل ہو گیا ہے، شام کے ہر علاقے میں موت کی بدبو پھیلی ہوئی ہے، اور اس سب سے بڑھ کر آج تو حلب میں جلی ہوئی لاشوں کی بدبو پھیلی ہوئی ہے۔ یہ سب کچھ عالم اسلام کے حکمرانوں کی آنکھوں کے سامنے ہو رہا ہے خواہ وہ ہمسائے ہیں یا غیر ہمسائے۔۔۔ ان کی افواج بیرکوں میں بیٹھی ہیں، اور جب حرکت کرتی بھی ہیں تو اُن خائن ایجنٹ حکمرانوں کے دفاع کے لیے جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ، اس کے رسول ﷺ اور مؤمنوں سے کوئی حیاء نہیں کرتے۔۔۔ اور جو ان کی حفاظت کے لئے لڑ رہے ہیں تو انہیں اہم محاذوں سے ہٹا کر کم اہم محاذوں پر منتقل کر دیتے ہیں جیسا کہ ترک حکومت نے اُس وقت اپنی فوج کو حرکت دی جب حلب میں لڑائی شدت اختیار کر گئی۔ ترک حکومت نے اپنی فوج کو شمالی شام میں متحرک کیا جس نے حلب کے دفاع میں لڑنے والے گروپوں کو حلب سے جرابلس منتقل کیا جس کے بعد بشار کی حکومت نے 4 ستمبر 2016 کو حلب کا دوبارہ محاصرہ کر لیا۔ ترک حکومت نے اپنی سرحد کے ساتھ شمالی شام کے محاذ کو متحرک رکھا ہوا ہے جس سے حلب کا محاذ کمزور ہو گیا ہے۔ اس بات کو ہر عقلمند سمجھتا ہے کہ حلب کے سقوط سے شمالی شام کا سقوط ہو گا، اور حلب کے آزاد رہنے سے شمالی شام آزاد ہو گا، مگر ترک حکومت امریکی منصوبے کے مطابق اہلِ شام کو بشار حکومت کے ساتھ مل کر حکومت بنانے پر مجبور کر رہی ہے تاکہ اس تمام خون خرابے اور پامالی کے بعد بھی شام امریکہ کے سائے میں ہی رہے۔

ترک حکومت نے شامی حکومت کو سرکش اور خائن کہہ کر زمین و آسمان کے قلابے ملائے تھے اور یہ کہا تھا کہ دوسرا حماۃ (بشار کے باپ کے دور میں ہونے والا قتل عام) رونما ہونے نہیں دیں گے، لیکن پھر تیسرا بھی ہوا اور چوتھا بھی۔۔۔ پہلے حلب اس کے لئے قومی مسئلہ تھا جہاں سلیمان شاہ (عثمانی خلیفہ کا دادا) مدفون ہے، اور یہ سرخ لکیر (red line) تھی۔ "اگر اس کو عسکری طور پر نشانہ بنایا گیا تو ترکی طبل جنگ بجائے گا" کیونکہ یہ بیرونِ ملک ہونے کے باوجود اُس کی زمین ہے " یہ 8 صدیوں سے یہاں موجود ہے۔۔۔ ترکی اخبار 'صباح' نے اس سرخ لکیر کے بارے میں کہا" یہ ترک حکومت کے لیے حساس ترین مسائل میں سے ہے" یعنی اس مزار کے حوالے سے۔۔۔" (العربیہ 8 اکتوبر 2012)۔ مگر بعد میں اس مزار کو دوسری جگہ منتقل کر دیا گیا تاکہ حلب کے دفاع کے لیے نکلنا نہ پڑے۔ " انقرہ نے شامی سرزمین کے اندر کامیابی سے خفیہ انٹیلی جنس آپریشن کیا جس کے دوران سلیمان شاہ کی باقیات کو آسانی اور کامیابی سے منتقل کیا جو کہ عثمانی خلافت کے بانی عثمان بن ارطغرل کے دادا تھے۔۔۔ ان کی باقیات کو حلب کے مضافاتی علاقے 'قرہ کوزاک' سے شالی اورفہ کے صوبے میں موجود ایک بیرک میں ایک عارضی مزار میں منتقل کیا گیا، 24 فروری 2015"۔

ترک حکومت جب اپنی فوج کو حرکت میں لائی تو وہ بھی تو اس لیے کہ ایک اور محاذ کھولا جائے تاکہ گروپوں کو مشغول کر کے حلب کے محاذ کو کمزور کیا جائے۔ ترک حکومت حلب کی مدد کے لیے فوج کو حرکت میں نہیں لائی، حالانکہ ترک فوج قوت، عدد اور طاقت کے لحاظ سے مضبوط ہے، اس کے لیے شام کے سرکش کو ہلاک کر کے اہل شام کو بچانا اور اسلام کے مسکن شام میں زندگی کو واپس لانا مشکل نہیں۔ اور سیاست دان یہ بات جانتے ہیں۔ "برطانیہ کے سابق وزیر خارجہ لارڈ ڈیوڈ اوین نے کہا کہ ترکی شام میں توازن کا اہم محرک پیدا کر سکتا ہے، اگر وہ حلب کے محاصرے کو ختم کرنے اور ایک انسانی قدم اٹھانے کے لیے اپنی زمینی اور بحری فوج کو حرکت میں لائے، کیونکہ وہی واحد ریاست ہے جس کے پاس شہر کو بچانے کے لیے سیاسی اور عسکری مداخلت کا جواز موجود ہے۔۔۔" (موقع الوطن 3 اکتوبر 2016)۔ مگر ترک حکومت امریکہ کے ساتھ مخلص ہونے کی وجہ سے اہل

شام کی مدد نہیں کرتی، بلکہ امریکی چھتری تلے سیکولر شام کے امریکی حل کو نافذ کرنے کے لیے سرگرم ہے۔

یہی حال اردن کا ہے، اُس نے اپنی فوج کو روک رکھا ہے اور یہ نظارہ کر رہا ہے کہ درعا اور اس کے آس پاس علاقوں کو کس طرح تباہ کن ہتھیاروں سے نشانہ بنایا جارہا ہے، وہ صرف اردن کی حکومت کی حفاظت کے لیے اپنی فوج کو متحرک کرتا ہے۔ اگر اس کے بعد بھی کچھ فوج فارغ بچ جائے تو اس کو شام کی سرحد پر لگا دیتا ہے، وہ بھی اس لیے نہیں کہ اہل شام کو شامی حکومت کے ظلم سے بچائیں بلکہ اردن میں پناہ لینے پر مجبور ہونے والے پھنسے ہوئے مظلوم شامی "قافلوں" کو اردن کی حدود میں داخل ہونے سے روکنے کے لیے۔ یہ قافلے وہ غیر قانونی شامی پناہ گزین ہیں جو اردن کی سرحد کے ساتھ شامی سرزمین میں ہی پناہ گزین ہیں، جو دسیوں ہزار پناہ گزین خاندانوں پر مشتمل ہیں، یہ اردن میں پناہ لینا چاہ رہے تھے مگر اردنی حکومت نے یہ کہہ کر ان کو پناہ دینے سے انکار کر دیا کہ ان پناہ گزینوں میں دہشت گرد ہو سکتے ہیں!۔ ان علاقوں خاص طور پر 'الرکبان' میں پھنسے ہوئے پناہ گزینوں کی حالت اس وقت ابتر ہوگئی جب اس علاقے کو بند عسکری علاقہ (closed military zone) قراردے دیا گیا۔۔" (24 سائٹ اے ای، 4 اکتوبر 2016)۔

یہ ہیں ہمسایہ ممالک کے اقدامات جو استعماری کفار کے اشاروں پر چلتے ہیں اور اپنے شامی بھائیوں کی مدد کرنے کی بجائے ان کے خلاف سازشیں کرتے ہیں اور اتنی بھی کوشش نہیں کرتے کہ ظالم اور مظلوم کے درمیان غیر جانبدار ہو جائیں! یہ تو اردن اور ترکی کا حال ہے۔۔۔ جہاں تک عراق اور لبنان کی بات ہے تو وہ ایرانی نیشنل گارڈ، ایرانی تنظیم، ان کے ملیشیاؤں اور ہمنواؤں اور آلہ کاروں کی گزرگاہ بن چکے ہیں۔ وہ صرف قتل و غارت گری میں سرکش کی مدد کرنے اور اس کو بچانے کے لیے ہی شام میں مداخلت کرتے ہیں۔۔۔ اسی طرح ہمسائیوں کے ہمسائیہ ممالک بھی نفع نہیں صرف نقصان پہنچاتے ہیں۔ سعودیہ نے امریکہ کو خوش کرنے کے لیے یمن کا محاذ کھولا تو سعودی فوج اردن کے راستے شامی مسلمانوں کی مدد کرنے کی بجائے یمن کے محاذ پر مصروف ہو گئی، وہ شامی مسلمانوں کی مدد کہاں کر سکتا ہے کیونکہ وہ بھی تو

اے افواج، اے سپاہیو: حلب فریاد کر رہا ہے اور ملبوں کے اندر سے اپنے ہاتھ اللہ سے دعا کے لیے بلند کر رہا ہے، کہ وہ اہل حق کی فوج کے ذریعے ان کی مدد کرے تا کہ وہ پہلے کی طرح اپنی عزت کو بحال کریں

دوسرے ایجنٹوں کے ساتھ اُسی کشتی کا سوار ہے؟! ہمسائیہ ممالک، بلکہ کچھ ہمسائیہ ممالک ہی اگر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ مخلص ہوتے تو اہل شام کو اس سرکش سے بچا سکتے تھے، جس کے لیے پانچ سالوں کی ضرورت بھی نہیں تھی، بلکہ پانچ مہینے بھی بہت تھے مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا۔۔۔

غیر ہمسایہ ممالک امریکہ، روس اور ایران سے تعلقات منقطع کر کے شام پر ہونے والے مظالم کو رکوا سکتے تھے اور کافر استعماری ممالک یقیناً اس کو سنجیدہ لیتے مگر انہوں نے بھی ایسا نہیں کیا۔۔۔ جہاں تک عرب لیگ کی بات ہے وہ صرف جمع ہو جاتے ہیں اور حلب کے موضوع پر بات چیت کرتے ہیں، حلب کو بچانے کے لیے جنگ کا اعلان کرنے اور حرکت میں آنے کی بجائے وہ بین الاقوامی برادری سے التجا کرتے ہیں: "عرب لیگ نے کہا ہے کہ حلب شہر میں اب جو کچھ ہو رہا ہے عرب ممالک اور بین الاقوامی برادری کو اس کو 'فوراً' روکنا چاہیے" جو کہ سلامتی کونسل کے ذریعے ہو سکتا ہے۔۔۔ عرب لیگ کے ترجمان محمود عفیفی نے پریس بیان میں کہا کہ بین الاقوامی برادری کو حلب میں خون کے دریا کو جلد روکنا چاہیے۔۔۔" (سکائی نیوز عربیہ 2 اکتوبر 2016)۔ عرب لیگ بین الاقوامی برادری سے خون کے دریا روکنے کی درخواست کرتی ہے، مگر اپنے ملکوں سے حلب میں خون کے دریا کو روکنے کے لیے افواج کو متحرک کرنے کا مطالبہ نہیں کرتی، عرب لیگ نے "فوری موقف"! کی ضرورت پر زور دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا کہا سچ ہے کہ "تم میں حیاء نہ رہے تو جو چاہو کرو!"۔۔۔ جہاں تک اسلامی تعاون تنظیم کی بات ہے اس کو دیکھ کر لگتا ہے کہ اس کو کوئی جلدی نہیں، اُس نے آنے والے ہفتے میں ہنگامی اجلاس طلب کیا ہے! انہوں نے حلب میں انسانی صورت حال پر بحث کی دعوت دی ہے گویا کہ حلب کو بحث کی ضرورت ہے!" اسلامی تعاون تنظیم نے اپنے رکن ممالک کو ایگزیکیٹیو کمیٹی کے نمائندوں کی سطح کے ہنگامی اجلاس کی دعوت دی ہے جو اگلے ہفتے کو جدہ شہر میں ہو گا، جس میں شامی شہر حلب میں بگڑتی ہوئی انسانی صورت حال پر بحث کی جائے گی۔۔۔" (قدس پریس 4 اکتوبر 2016)۔

یہ ہیں اسلامی دنیا کے حکمران اور یہ ہے ان کی مسلمانوں سے خیانت اور اپنے آقاؤں سے وفاداری، حقیقت تو یہ ہے کہ یہ شرم و حیاء کا احساس

بھی کھو چکے ہیں! یہ بات سب جانتے ہیں کہ انسان پہلے فکری زوال کا شکار ہوتا ہے اور اس کے بعد احساس زوال پذیر ہو جاتا ہے اور جب شرم وحیاء کا احساس تک ختم ہو جائے تو یہ انسان کا خاتمہ ہے، اب وہ ہڈیوں کے اوپر گوشت سے زیادہ کچھ بھی نہیں جس کی کوئی حیثیت اور وزن نہیں اور یہ ایسے ہی ہو گئے ہیں: ﴿لَهُمْ قُلُوبٌ لَا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَا يَسْمَعُونَ بِهَا أُولَئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ أُولَئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ﴾ **"اُن کے دل ہیں لیکن وہ اِن سے سمجھتے نہیں، اُن کی آنکھیں ہیں مگر وہ اِن سے دیکھتے نہیں، اُن کے کان ہیں مگر وہ اِن سے سنتے نہیں، یہ لوگ بالکل جانوروں کی طرح ہیں بلکہ یہ تو ان سے زیادہ گمراہ ہیں۔ یہی وہ ہیں جو غفلت میں پڑے ہوئے ہیں** "(الاعراف:179)۔ امت کے لیے اب اس کے سوا کوئی راستہ نہیں کہ ان کی افواج میں سے کوئی مخلص فوج اسلامی افکار اور اسلام کی چوٹی، جہاد، کی بنیاد پر حرکت میں آئے، اور وہ فوج اللہ طاقتور اور غالب اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ مخلص ہو، ان کے اندر اسلامی احساسات ہوں، اپنے سامنے بہتے ہوئے خون، اپنی پامال ہوتی ہوئی حرمتوں، اپنی شہید ہوتی ہوئی مساجد، گرتے ہوئے میناروں، تباہ ہوتے ہوئے ہسپتالوں اور لوگوں کے سروں پر ان کی گرتی ہوئی چھتوں کو دیکھ کر ان کے رگوں میں خون کھول اٹھے۔۔۔ان کے اندر اسلامی احساسات اور اسلامی افکار متحرک ہوں اور ان میں: سعد، اُسید، اَسعد، خالد، عُقبہ، طارق، مُعتصم، صلاح الدین، سلیمان القانونی اور عبد الحمید جیسے اسلام کے ہیرو موجود ہوں۔۔۔ وہ جہاد کی پکار پر لبیک کہیں اور ان کی تکبیروں کی گونج چار دانگ عالم میں پھیل جائے۔ تب استعماری کفار، ان کے ایجنٹ اور منافقین ہر جابر اور سرکش کے خلاف اسلامی فوج کی قوت کو دیکھ لیں گے، جس کے ذریعے ان کے پیچھے والوں کو بھی بھگا دیا جائے گا، ﴿فَإِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ﴾ **"پس جب کبھی تم ان کو لڑائی میں پاؤ تو انہیں ایسی مار مارو کہ ان کے پیچھے والے بھی بھاگ کھڑے ہوں ، ہوسکتا ہے کہ وہ عبرت حاصل کریں**"(الانفال:57) اس امت کے پاس اس کے مخلص اور سچے سپاہیوں سے امید کے سوا کچھ نہیں بچا۔۔۔ اے افواج، اے سپاہیو، اے گروہو، اے اہل قوت: حلب فریاد کر رہا ہے اور تم سے التجا کر رہا ہے، ملبوں کے اندر سے اپنے ہاتھ اللہ سے دعا کے لیے بلند کر رہا ہے، اپنا سر دعا کے لیے اللہ کی طرف اٹھا رہا ہے کہ وہ اہل حق کی فوج کے ذریعے ان کی مدد کرے تا کہ وہ پہلے کی طرح اپنی عزت کو بحال کریں۔۔۔ ساتھ وہ اپنا سر اس لیے بھی اللہ کی طرف اٹھا رہا ہے کہ وہ اپنا عذاب اور اپنی لعنت ان حکمرانوں پر نازل کرے جو مسلمانوں کی افواج کو مسلمانوں کی مدد سے روکتے ہیں، ﴿وَإِنِ اسْتَنْصَرُوكُمْ فِي الدِّينِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ﴾ **"اور اگر وہ دین کی وجہ سے تم سے مدد طلب کریں تو ان کی مدد تم پر فرض ہے**"(الانفال:72)۔

اے اسلامی دنیا کی افواج: یہ معاملہ کوئی مذاق نہیں بلکہ انتہائی سنجیدہ معاملہ ہے، حلب فریاد کر رہا ہے، نکلو اور سستی مت دکھاؤ! ﴿انْفِرُوا خِفَافًا وَثِقَالًا وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ﴾ **"اللہ کی راہ میں ہلکے اور بوجھل ہونے کی حالت میں (یعنی مال و اسباب تھوڑا رکھتے ہو یا زیادہ) نکلو اور اپنی جان ومال سے اللہ کی راہ میں جہاد کرو اگر تم سمجھو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے**"(التوبہ:41) تمہارے پاس کوئی بہانہ نہیں کہ یہ کہو کہ ہم تو اپنے حکمرانوں کی اطاعت کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے بہانوں کے بارے میں خبردار کرتے ہوئے فرمایا ہے: ﴿يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ يَا لَيْتَنَا أَطَعْنَا اللَّهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَا * وَقَالُوا رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَنَا فَأَضَلُّونَا السَّبِيلَا﴾ **"جس دن جہنم میں ان کے چہروں کو الٹ پلٹ کیا جائے گا وہ کہیں گے کاش ہم نے اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کی ہوتی ،اور وہ کہیں گے کہ اے اللہ ہم تو اپنے بڑوں اور آقاؤں کی اطاعت کرتے تھے تو انہوں نے ہمیں راستے سے گمراہ کر دیا**"(الاحزاب:67-66) **اے افواج ،اے اہل قوت و طاقت:** حلب سربلند ہی رہے گا اور صرف اللہ کے سامنے جھکے گا اگر تم نے اس کی مدد نہیں کی تو اللہ تمہاری جگہ دوسری قوم لے آئے گا اور اُن کے ذریعے اِن کی مدد کرے گا۔ ﴿إِلَّا تَنْفِرُوا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا وَيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوهُ شَيْئًا وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ **"اگر تم اللہ کی راہ میں نہیں نکلو گے تو اللہ تمہیں دردناک عذاب دے گا اور تمہاری جگہ دوسری قوم لے آئے گا اور تم اُس کو کوئی نقصان بھی نہیں پہنچا سکتے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے**"(التوبہ:39)۔

4 محرم الحرام 1438 ہجری

5 اکتوبر 2016 حزب التحریر

اسلام اور مسلمانوں کے دشمنوں سے اتحاد طاقت کا نہیں ذلت و رسوائی کا سبب بنے گا

پریس ریلیز

افواج پاکستان کے ترجمان لیفٹیننٹ جنرل عاصم باجوہ نے کہا کہ 23 ستمبر 2016 کو "روس کا زمینی فوجی دستہ" پاکستان پہنچا اور پاکستان آرمی کے ساتھ 10 اکتوبر تک مشترکہ فوجی مشقوں میں حصہ لے گا۔ 000 000 ولایہ پاکستان اسلام اور مسلمانوں کے ایک اور شدید دشمن روس کے ساتھ فوجی مشقوں کی شدید مذمت کرتی ہے جو شام کے جابر بشار کی حمایت میں حلب کے مسلمانوں کا قتل عام کر رہا ہے۔ اس کے علاوہ 000 یہ بھی واضح کر دینا چاہتی ہے کہ جس طرح امریکہ کے ساتھ دہائیوں پر مبنی سیاسی، معاشی و فوجی اتحاد پاکستان کی سرحدوں اور اسلام اور مسلمانوں کے مفادات کا تحفظ کے لئے ناکام ثابت ہوا تو کس طرح ایک اور کھلے دشمن روس کے ساتھ کسی بھی قسم کا اتحاد تباہی و رسوائی کے علاوہ کوئی فائدہ پہنچا سکتا ہے؟

پاکستان کی سیاسی فوجی قیادت میں موجود غدار ہمیشہ سے یہ تصور پیش کرتے چلے آئے ہیں کہ بھارت کا مقابلہ کرنے کے لئے پاکستان کو کسی بڑی عالمی طاقت کی مدد لازمی حاصل ہونی چاہیے اور اس مقصد کے حصول کے لئے امریکہ سے بہتر کوئی اور نہیں ہو سکتا۔ لیکن جنرل ایوب خان کے دور سے شروع ہونے والے پاک امریکہ تعلقات ہمیشہ آقا اور غلام کے تعلقات ہی رہے ہیں۔ آج تک اس قسم کا اتحاد پاکستان، اسلام اور مسلمانوں کے مفادات کا تحفظ کرنے میں ناکام رہا ہے کیونکہ اس قسم کے اتحاد کا مقصد صرف اور صرف بڑی طاقت کے مفادات کا تحفظ کرنا ہوتا ہے۔ فوجی حلقوں میں یہ بات اکثر کہی جاتی ہے کہ 1965 کی بھارت کے خلاف جنگ اور 1971 میں پاکستان کی تقسیم کے وقت، فوجی اتحاد کے باوجود امریکہ مدد کو نہیں پہنچا۔

لیکن اس کے باوجود امریکہ نے پہلے افغانستان میں سوویت یونین کے خلاف اور پھر افغانستان میں اپنے حملے اور قبضے کو برقرار رکھنے اور پاک افغان سرحد کے دونوں جانب موجود قبائلی علاقوں میں پشتون مسلمانوں کی مزاحمت کو کچلنے کے لئے پاکستان کی سیاسی و فوجی قیادت میں موجود غداروں کی مدد سے پاکستان کی طاقت کو بھرپور طریقے سے استعمال کیا۔ اور اب خطے میں چین کی ابھرتی طاقت اور مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ کو

> **اگر امریکہ نے پاکستان سے دہائیوں کی دوستی کے بعد بھارت کے پلڑے میں اپنا سارا حصہ ڈال دیا ہے تو روس کس طرح پاکستان کے مفاد میں بھارت کے خلاف پاکستان کا ساتھ دے گا؟**

روکنے کے لئے امریکہ کھل کر پاکستان کے دشمن بھارت کی سیاسی، معاشی اور فوجی حمایت کر رہا ہے۔ یہ تمام باتیں اس بات کا ثبوت ہیں کہ اسلام اور مسلمانوں کے دشمن، امریکہ سے دوستی و اتحاد کرنے سے پاکستان کے حصے میں تباہی اور ذلت و رسوائی کے سوا کچھ نہیں آیا۔

اب بھی پاکستان کی سیاسی و فوجی قیادت میں موجود غداروں نے امریکہ کی غلامی جاری رکھی ہوئی ہے اور امت کو دھوکہ دینے کے لئے روس کے ساتھ فوجی تعلقات بنائے جا رہے ہیں اور یہ تاثر دے رہے ہیں کہ بھارت کا مقابلہ کرنے کے لئے ہم روس کی معاونت حاصل کر رہے ہیں۔ اگر امریکہ نے پاکستان سے دہائیوں کی دوستی کے بعد بھارت کے پلڑے میں اپنا سارا حصہ ڈال دیا ہے تو روس جس کے بھارت کے ساتھ دہائیوں سے تعلقات ہیں، خصوصاً سرد جنگ اور افغانستان پر حملے کے وقت، وہ کس طرح پاکستان کے مفاد میں بھارت کے خلاف پاکستان کا ساتھ دے گا؟ پاکستان کی سیاسی و فوجی قیادت میں موجود غدار آج بھی امریکہ کے ہی ایجنٹ ہیں اور اس کا تازہ ثبوت یہ ہے کہ جنرل راحیل شریف جرمنی میں امریکہ کی سینٹرل کمانڈ (CENTCOM) کے تحت ہونے والی کانفرنس میں شرکت کے لئے پہنچے ہیں۔ لہٰذا امریکہ کی تمام تر دھوکے بازیوں کے باوجود سیاسی و فوجی قیادت میں موجود غدار پاکستان کی طاقت کو اب بھی امریکی مفادات کی تکمیل کے لئے ہی استعمال کر رہے ہیں۔

پاکستان کے مسلمانوں اور افواج کو یہ جان لینا چاہیے کہ اسلام اور مسلمانوں کے کھلے دشمنوں سے اتحاد، چاہے وہ امریکہ ہو یا روس یا کوئی بھی اور، کسی صورت پاکستان کی سیاسی، معاشی اور فوجی طاقت میں اضافے اور بھارت کے خلاف استعمال نہیں ہو سکتا۔ پاکستان کے مسلمان اپنی طاقت میں اضافہ نبوت کے طریقے پر خلافت کے قیام کے ذریعے سے ہی کر سکتے ہیں کیونکہ خلافت تمام مسلمانوں اور ان کی افواج کو ایک ریاست میں یکجا کر کے ایک مضبوط زنجیر میں تبدیل کر دے گی۔

بقیہ صفحہ 5 پر

سوال وجواب: کیا تدرج کے قائل لوگوں کے پاس کوئی دلیل یا شبہ دلیل ہے؟

سوال:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، جلیل القدر امیر اللہ آپ کی حفاظت کرے،

السلام علیکم

آپ کی عظیم جدوجہد میں اللہ برکت دے اور ہم آپ سے مندرجہ ذیل سوال کے جواب کی امید کرتے ہیں: کیا تدرج کے قائل لوگوں کے پاس کوئی دلیل یا شبہ دلیل ہے۔ تدرج کے قائل لوگ کہتے ہیں کہ: یہ اختلافی مسئلہ ہے اس لیے ایک دوسرے کو غلط قرار دینا درست نہیں، لہٰذا ہم تمہیں برا نہ کہیں اور تم ہمیں برا مت کہو۔ یہ لوگ بعض دلائل سے استدلال کرتے ہیں جیسا کہ: شراب کے بارے میں عائشہ رضی اللہ عنھا کا قول، عمر بن عبد العزیز کا قول اپنے بیٹے سے، عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں قحط پر چوری کی حد معطل کرنا، عمر بن عبد العزیز کا قصہ اپنے بیٹے کے ساتھ، اسی طرح عبد المالک بن عمر بن عبد العزیز کا اپنے بیٹے کے ساتھ قصہ۔۔۔ روایت ہے کہ آپ کے بیٹے عبد المالک نے آپ سے کہا: اے ابو جان آپ امور کو نافذ کیوں نہیں کرتے؟ اللہ کی قسم حق میں اگر مجھے اور آپ کو دیگ میں بھی پکایا جائے تو مجھے کوئی پرواہ نہیں! عمر بن عبد العزیز نے ان سے کہا کہ: "بیٹے جلد بازی مت کرو اللہ نے شراب کی قرآن میں دوبار مذمت کی پھر تیسری بار اس کو حرام قرار دیا، میں لوگوں پر حق کا اتنا بوجھ ڈالتے ہوئے ڈرتا ہوں کہ وہ اس کو ادا کرتے ہوئے کسی فتنے کا شکا نہ ہو"(العقد الفرید 1/30، الموافقت 2/94)۔ اسی طرح سنت سے دوسری دلیل یہ دیتے ہیں: وہب سے روایت کہ کہ وہ کہتے ہیں میں نے جابر بن عبد اللہ سے ثقیف کے حوالے سے سوال کیا کہ جب انہوں نے بیعت دی تو اس نے کہا: انہوں نے نبی ﷺ کے سامنے یہ شرط رکھی کہ ان پر کوئی زکوۃ نہیں ہوگی نہ ہی کوئی جہاد اور انہوں نے نبی ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ فرمارہے تھے کہ: جب اسلام قبول کریں گے تو زکوۃ دیں گے اور جہاد کریں گے (صحیح حدیث)۔

یوں سوال کا خلاصہ یہ ہے کہ: "کیا تدرج کا مسئلہ قطعی ہے "یعنی قطعی حرام ہے" یا یہ اجتہادی اور اختلافی مسئلہ ہے؟؟ اللہ برکت دے طوالت پر معذرت خواہ ہو۔ ختم شد۔

جواب:

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

شاید آپ کے علم میں نہیں کہ ہم نے پہلے اسلام کے نفاذ میں تدرج کا تفصیلی جواب 11 فروری 2006 کو دیا ہے جو کہ فیس بک کے پیج بنانے سے پہلے تھا۔۔۔ بہر حال آپ کے سوال میں کچھ نئے مسائل ہیں جن کا احاطہ سابقہ جواب میں نہیں کیا گیا تھا اور اس جواب میں ہم ان پر سیر حاصل بحث کریں گے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی توفیق دینے والا ہے:

اول: اسلامی احکام کے نفاذ میں تدرج کی بات کرنا بڑی خطرناک بات ہے۔ تدرج کے قائلین جس معنی کا پرچار کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ اسلامی احکامات کو یکمشت نافذ نہیں کیا جاسکتا اس لیے تھوڑا تھوڑا کر کے نافذ کرنا ضروری ہے۔ دوسرے الفاظ میں بعض مسائل میں کفر کو نافذ کیے رکھنا اور بعض مسائل میں اسلام نافذ کرنا۔۔۔! ظاہری بات ہے کہ اس میں عظیم گناہ اور بڑا فساد ہے۔۔۔

دوم: تدرج کے قائلین جن دلائل سے استدلال کرتے ہیں ان میں سے بیشتر کا تدرج کے موضوع سے کوئی تعلق ہی نہیں۔ انہوں نے شرعی دلائل کی تدریس سے یہ استنباط نہیں کیا ہے کہ تدرج جائز ہے بلکہ ان کے استدلال کی کیفیت سے ہی یہ واضح ہے کہ انہوں نے یہ فیصلہ کرلیا کہ تدرج ضروری ہے پھر اس کے جواز کے لیے دلائل ڈھونڈنے لگے اور بغیر تحقیق کے ان کو جمع کر کے اس مسئلے کی حقیقت پر چسپاں کر دیا جس پر استدلال کر رہے ہیں۔۔۔ یہ استنباط کی اس صحیح کیفیت کے ہی خلاف ہے جو کہ یہ ہے:

1۔ کسی مسئلے کے حکم شرعی کے استنباط کے وقت اس کی حقیقت کی اچھی طرح تدریس کی جائے گی پھر اس حقیقت سے متعلق دلائل کو جمع کیا جائے گا اور ان دلائل کی اصولی تدریس کی جائے گی تا کہ حکم شرعی کا استنباط کیا جاسکے۔

2۔ پہلے تمام دلائل جمع کرنے (کسی کو مسترد کیے بغیر) کی بھر پور کوشش کی جائے گی کیونکہ تمام دلائل پر عمل کرنا کسی ایک کو ترک کرنے سے بہتر ہے۔

3۔ اگر جمع کرنا ممکن نہ ہو تو اپنے اس اصول کے مطابق ترجیح کی طرف رجوع کیا جائے گا جس پر کاربند ہو: چنانچہ محکم کو متشابہ پر ترجیح دی جائے گی اور قطعی کو ظنی پر ترجیح دی جائے گی۔ اگر دونوں ظنی ہوں تو سند اور عموم کے لحاظ سے دلیل کی قوت کی تحقیق کی جائے گی۔۔۔ چنانچہ قوی سند والی کو کم سند کے لحاظ سے کم قوی پر ترجیح دی جائے گی، خاص کو عام پر ترجیح دی جائے گی، مقید کو مطلق پر ترجیح دی جائے گی، منطوق کو مفہوم پر ترجیح دی جائے گی۔۔۔ الخ جس کی تفصیل اپنی جگہ پر موجود ہے۔

سوم: شرعیہ دلائل کی تحقیق سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ اسلام کے نفاذ میں تدرج یعنی کچھ کو نافذ کرنا اور کچھ کو موخر کرنا جائز نہیں۔۔اس کی دلائل قطعی الثبوت اور قطعی الدلالۃ ہیں جن میں سے بعض کا ذکر کرتے ہیں:

1۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:(وَأَنِ احْكُم بَيْنَهُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ وَلاَ تَتَّبِعْ أَهْوَاءهُمْ وَاحْذَرْهُمْ أَن يَفْتِنُوكَ عَن بَعْضِ مَا أَنزَلَ اللَّهُ إِلَيْكَ) "اور ان کے درمیان اللہ کے نازل کردہ کے ذریعے حکومت کیجئے اور ان کی خواہشات کی پیروی مت کیجئے اور ان سے ہوشیار رہیے کہ یہ اللہ کے نازل کردہ بعض احکامات کے بارے میں تمہیں فتنے میں نہ ڈالیں"(المائدہ:49)۔ یہ اللہ کی جانب سے اپنے رسول ﷺ اور آپ ﷺ کے بعد مسلمانوں کے حکمرانوں کے لیے امر جازم ہے کہ اللہ کے نازل کردہ تمام احکامات کے ذریعے حکومت کرنا فرض ہے، چاہے وہ امر ہو یا نہی کیونکہ لفظ(ما) جو آیت میں ہے وہ عموم کے صیغوں میں سے ہے، اس لیے تمام نازل شدہ احکام اس میں شامل ہیں۔ اللہ نے اپنے رسول ﷺ اور آپ ﷺ کے بعد مسلمانوں کے حکمرانوں کو لوگوں کی خواہشات کی پیروی کرنے اور ان کی رغبتوں کے سامنے جھکنے سے منع کیا، اور اسی لیے فرمایا"ان کی خواہشات کی پیروی مت کیجئے"۔۔۔اسی طرح اللہ نے اپنے رسول ﷺ اور آپ ﷺ کے بعد مسلمانوں کے حکمرانوں کو تنبیہ کی کہ کہیں لوگ انہیں آزمائش میں مبتلا نہ کریں، اللہ کے نازل کردہ بعض احکامات کے نفاذ سے آپ کی توجہ ہٹا نہ دیں، بلکہ اللہ کے نازل کردہ تمام احکامات کو نافذ کرنا فرض ہے، چاہے وہ اوامر ہوں یا نواہی، لوگوں کی چاہت کی پرواہ نہ کریں۔ اس لیے فرمایا کہ " خبردار رہیں کہ کہیں یہ اللہ کے نازل کردہ بعض احکامات کے بارے میں آپ کو فتنے میں مبتلا نہ کریں"۔

2۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:(وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُوْلَـئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ)"اور جس نے اللہ کے نازل کردہ کے ذریعے حکومت نہیں کی وہی لوگ کافر ہیں"(المائدہ:44) دوسری آیت میں فرمایا:"وہی لوگ ظالم ہیں"، اور تیسری آیت میں فرمایا کہ:"وہی لوگ فاسق ہیں"۔ اب تین آیات میں اللہ تعالیٰ نے اللہ کے تمام نازل کردہ چاہے وہ اوامر ہوں یا نواہی کے ذریعے حکومت نہ کرنے والوں کو کافر قرار دیا اگر وہ اس کے منکر ہوں، اگر منکر نہ ہوں مگر اس کے ذریعے حکومت بھی نہ کرتے ہوں تو ان کو فاسق قرار دیا۔۔یہ اس وجہ سے کہ لفظ"ما"جو تینوں آیتوں میں ہے عموم کے صیغوں میں سے ہے، اس لیے وہ تمام احکام شرعیہ اس میں شامل ہیں جن کو اللہ نے نازل کیا ہے، چاہے وہ اوامر ہیں یا نواہی۔

3۔مفتوحہ علاقوں میں خلفائے راشدین اسلام کے نفاذ میں اسی پر کاربند تھے جو کہ کتاب اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی جانب سے اسلامی احکام کے نفاذ کو سب سے بہتر طریقے سے سمجھنے والے لوگ تھے۔ اللہ ان سے راضی ہو انہوں نے یکمشت اسلام کو نافذ کیا جس میں کوئی تاخیر، آہستگی یا تدرج کا مظاہرہ نہیں کیا۔ چنانچہ اسلام میں داخل ہونے والے کسی شخص کو شراب پینے یا زنا کرنے کی اجازت یا کچھ وقت کے لیے مہلت نہیں دیتے تھے۔۔۔بلکہ احکام کو مکمل طور پر نافذ کرتے تھے۔ مفتوحہ علاقوں میں اسلام کے نفاذ کے حوالے سے یہ متواتر اور معلوم ہے۔

چہارم: اس لیے کوئی ظنی دلیل اس حکم کو متاثر نہیں کرے گی، لہٰذا تدرج کی حرمت اور اسلامی احکام کے نفاذ کی فرضیت قطعی دلائل سے ثابت ہے۔اس کا یہ مطلب ہے کہ ایسی کوئی بھی ظنی دلیل جس میں قطعی دلیل کے برعکس کوئی شبہ ہو تو اس کے لیے فیصلہ کن قطعی دلیل ہے یعنی ظنی دلیل کو اس طریقے سے سمجھا جائے گا کہ قطعی سے متصادم نہ ہو، دوسرے معنی میں اگر ممکن ہو تو دونوں ظنی دلیل پر ایسا عمل کیا جائے گا جو قطعی سے متعارض نہ ہو، ورنہ ظنی کو ترک کرکے قطعی کو اخذ کرنے کو ترجیح دی جائے گی۔

پنجم: اب اس طرف آتے ہیں کہ کیا دونوں دلیلوں پر عمل ممکن ہے، یعنی اسلامی احکام کے نفاذ کے حوالے سے تدرج کے مسئلے میں کیا ظنی کو اس طریقے سے سمجھنا ممکن ہے جو قطعی سے متصادم نہ ہو؟

ہم سوال میں آنے والی دلائل کی چھان بین کرتے ہیں:

1۔ شراب کے بارے میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث:

بخاری نے اپنے صحیح میں یوسف بن ماھک سے روایت کرتے ہوئے کہا ہے کہ: میں ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا کہ ایک عراقی شخص آگیا اور کہا: کونسا کفن بہتر ہے؟ فرمایا: تیرا ستیاناس تجھے کیا تکلیف ہے؟ اس نے کہا: اے ام المومنین اپنا مصحف(قرآن) مجھے دکھائیں گی؟ فرمایا: کیوں؟ اس نے کہا: تاکہ میں قرآن کو اس کے مطابق مرتب کروں کیونکہ اس کو بغیر ترتیب کے پڑھا جاتا ہے، فرمایا: تمہیں کیا تکلیف ہے کہ کیا پہلے پڑھا جاتا ہے اور کیا بعد میں؟ قرآن میں سے سب سے پہلے مفصل سورتیں نازل ہوئیں جن میں جنت اور جہنم کا ذکر ہے، یہاں تک کہ جب لوگوں نے اسلام قبول کیا تو حلال اور حرام کے احکام نازل ہوئے، اگر شروع میں ہی یہ نازل ہوتا کہ: شراب مت پیو تو لوگ کہتے: ہم شراب کبھی نہیں چھوڑیں گے، اگر یہ نازل ہوتا کہ: زنا مت کرو، تو لوگ کہتے ہم زنا نہیں چھوڑ سکتے، مکہ میں جب میں کھیلنے والی چھوٹی بچی تھی محمد ﷺ پر یہ نازل ہوا (بَلِ

السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَى وَأَمَرُّ)" بلکہ اس سے وعدہ قیامت کا ہے اور قیامت سخت اور کڑوی ہے"(القمر:46)، سورہ بقرۃ اور سورہ نساء جب نازل ہو رہی تھی میں آپ ﷺ کے ساتھ تھی۔ اس (راوی یوسف) نے کہا: ام المومنین نے مصحف نکالی اور سورتوں کا املا کیا(پڑھ کر سنائی)۔

پس عائشہ رضی اللہ عنھا کے اس قول میں اسلامی احکام کے نفاذ میں تدرج کی بات کہاں ہے؟! عائشہ رضی اللہ عنھا نے عراقی سائل کو بتایا کہ قرآن میں پہلے وہ سورتیں نازل ہوئیں جن میں اسلامی عقائد کا ذکر ہے یہاں تک کہ لوگ ایمان لے آئے۔ اور جب لوگ ایمان لے آئے تب وہ سورتیں نازل ہوئیں جن میں حرام اور حلال کی بات ہے یعنی احکام شرعیہ کی۔ اس میں یہ نہیں کہا گیا ہے کہ حلال اور حرام کے احکام کے نفاذ میں تدرج سے کام لیا گیا بلکہ اس کے برعکس یہ تو حلال اور حرام کے احکام کے نفاذ پر دلالت کرتا ہے۔۔۔ اس میں صرف یہ بات کی گئی ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حلال اور حرام کے احکامات کو پہلے نازل نہیں کیا تاکہ پہلے لوگ اسلام پر ایمان لائیں۔ جب وہ ایمان لے آئے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے احکام کی آیات کو نازل کیا تاکہ لوگ اس کو نافذ کریں۔۔۔ فتح الباری میں اس حدیث کی تشریح میں یہ ہے کہ: "یہ کہا کہ لوگوں نے پہلے توحید کو قبول کیا اس کے بعد پھر حرام اور حلال کے احکام نازل ہوئے۔ اس میں نزول کی ترتیب میں حکمت الٰہیہ کی طرف اشارہ ہے کہ قرآن میں پہلے جو کچھ نازل ہوا اس میں توحید کی دعوت دی گئی اور اطاعت گزار مومنوں کو جنت کی بشارت دی گئی اور نافرمان کافر کو جہنم سے ڈرایا گیا جب اس کے حوالے سے اطمینان ہو گیا تب احکام نازل ہوئے۔۔۔" ختم شد۔

یوں یہ ترتیب سورتوں کے نزول کے بارے میں ہے عقیدہ کی سورتیں پہلے اور احکام پر مشتمل سورتیں بعد میں نازل ہوئیں۔ یہی حقیقت ہے کہ جو لوگ اللہ، اس کے رسول ﷺ اور قیامت کے دن پر ایمان ہی نہیں رکھتے وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے اوامر کی پابندی نہیں کریں گے، اس لیے ان کو پہلے ایمان اور توحید کی دعوت دینے کی ضرورت تھی، اس کو قبول کرنے کے بعد ان کو احکام کا مکلف بنایا جا سکتا ہے۔۔۔ اس کا اسلامی دنیا میں مسلمانوں پر احکام شرعیہ کے نفاذ میں تدرج سے کیا تعلق ہے؟!

2۔ عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں چوری کے حد کو معطل کرنے کا موضوع:

عمر رضی اللہ عنہ نے چوری کی حد کو نافذ کرنے کے حوالے سے تدرج والا کوئی کام نہیں کیا۔ چوری کی حد نبی ﷺ کے زمانے میں نازل ہوتے ہی براہ راست نافذ کی گئی۔ اسی طرح ابو بکر، عمر اور تمام خلفاء کے زمانے میں یہ حد نافذ کی گئی۔۔۔ عمر رضی اللہ عنہ نے جو کچھ کیا وہ یہ کہ حکم شرعی کو ایسے ہی نافذ کیا جیسا کہ اسلام میں ہے یعنی حکم کے نفاذ کو لٹکایا نہیں بلکہ ایسا ہی کیا جیسا ہونا چاہیے۔ چنانچہ کچھ ایسے حالات ہیں جن میں ہاتھ کاٹنا جائز نہیں، ان میں سے بھوک (قحط) کی حالت ہے جس میں ہاتھ کاٹنا جائز نہیں۔ قحط کی حالت میں ہاتھ کاٹے جانے کے جائز نہ ہونے کے بارے میں بعض دلائل کا ذکر کیے دیتا ہوں:

سرخسی نے المبسوط میں ذکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ مکحول رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:(لا قطع فی مجاعة مضطرٍ) "ہنگامی قحط میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا"۔

سرخسی کے المبسوط ہی میں یہ بھی آیا ہے کہ الحسن نے ایک آدمی سے نقل کرتے ہوئے کہا: میں نے دو آدمیوں کو ہاتھ باندھے دیکھا جن کے پاس گوشت بھی تھا اور میں بھی ان کے ساتھ عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں گیا۔ گوشت کے مالک نے کہا کہ ہماری ایک اونٹنی تھی جس کے حمل کے دس مہینے ہو گئے تھے ہم اس کا اس طرح انتظار کر رہے تھے جیسے بہار کا انتظار کیا جاتا ہے پھر ہم نے ان دو آدمیوں کو اس کو ذبح کرتے ہوئے دھر لیا۔ اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "کیا تم اپنے اونٹنی کے بدلے دو ایسی اونٹنیاں قبول کرتے ہو جن کے حمل کے دس مہینے ہو چکے ہوں؟ کیونکہ ہم مجبوری میں ہاتھ نہیں کاٹتے اور نہ ہی خشک سالی میں"۔ العشراء وہ اونٹنی ہے جس کے حمل کے دس مہینے ہو چکے ہوں اور ولادت کے قریب ہو ایسی اونٹنی اپنے مالک کے لیے زیادہ اہم ہوتی ہے کیونکہ وہ اس کے دودھ کی وجہ سے فارغ البالی اور خوشحالی کی آس لگائے ہوئے ہوتے ہیں، جیسا کہ بہار کے بارے میں امید کی جاتی ہے۔ آپ کا یہ فرمانا کہ: ہم عذق میں ہاتھ نہیں کاٹتے بعض نے اس کو عرق بھی کہا ہے جو گوشت کے معنی میں ہے مگر زیادہ مشہور عذق ہی ہے جس کے معنی ہیں ضرورت اور مجبوری کے سال ہم ہاتھ نہیں کاٹتے۔ یعنی قحط سالی اور خشک سالی میں۔

ابن ابی شیبہ نے اپنے مصنف میں معمر سے نقل کرتے ہوئے کہا ہے کہ: یحیی بن ابی کثیر نے کہا: عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "خشک سالی اور قحط میں ہاتھ نہیں کاٹا جاتا"۔

یہی وجہ ہے کہ خشک سالی میں چوری کے حد کو نافذ کرنے سے اجتناب خود حکم شرعی ہے۔۔۔ یعنی عمر رضی اللہ عنہ نے قحط سالی میں چوری کرنے والے پر حد جاری نہ کر کے صرف حکم شرعی پر عمل کیا اس کے علاوہ کچھ نہیں کیا۔۔۔ کیونکہ ایسی حالت میں یہی حکم شرعی ہے۔۔۔

پس اس میں احکام شرعیہ کے نفاذ میں تدرج کہاں ہے؟

3۔ عمر بن عبد العزیز کا اپنے بیٹے کے ساتھ کا واقعہ:

یہ بات سب جانتے ہیں کہ اموی ریاست خلافت اسلامیہ تھی اور اس میں کوئی بھی غیر اسلامی چیز نافذ نہیں ہوتی تھی مگر بعض خلفاء اور گورنروں کی جانب سے بعض خلاف ورزیاں اور مظالم ہوئے۔ عمر بن عبد العزیز نے خلیفہ بنتے ہی اسلام کو لوگوں پر مکمل اور احسن طریقے سے نافذ کیا اور لوگوں پر احکام شرعیہ کو نافذ کرنے میں کسی قسم کے تدرج سے کام نہیں لیا کہ کچھ کو نافذ کر کیا اور کچھ کو چھوڑ دیا۔۔۔ مگر عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے مظالم کو ختم کرنے اور لوگوں کو ان کے حقوق دلانے کی بھرپور کوشش کی، جس کا تعلق آپ سے قبل کے بنو امیہ کے خلفاء کے ساتھ تھا، جس کے لیے تحقیق چھان بین اور بڑی محنت کی ضرورت تھی، کیونکہ بعض ملکیتیں (جائیدادیں) جن پر بعض خلفاء کے رشتہ داروں نے قبضہ کر رکھا تھا وہ کئی ہاتھوں سے گزر گئی تھیں، بعض اموال خرچ کیے جا چکے تھے یا تجارت اور خرید و فروخت سے دوسروں کی ملکیت بن گئے تھے اور کتنے صاحب حق ایسے تھے جو وفات پا گئے تھے یا دنیا کے دوسرے علاقوں میں منتقل ہو گئے تھے۔۔۔ یہ بڑی جدوجہد ،مشقت، چھان بین، تحقیق اور معاملات کو منظم کرنے کا تقاضا کرتے تھے۔۔۔ عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ خلفاء کے بیٹوں، رشتہ داروں اور قرابت والوں کے حوالے سے یہ چاہتے تھے کہ ان کو کسی مشکل میں ڈالے بغیر اور تنگ کیے بغیر حق واپس لیا جائے۔۔۔ اسی لیے مظالم کو ختم کرنے اور حق داروں کو حق دلانے کے لیے ان سے مطالبے سے ابتدا کی، یقیناً اس کے لیے وقت اور کوشش درکار تھی۔۔۔ جب عبد المالک اپنے والد کے پاس آئے تو جوانی کی ہمت اور جوش میں کہا کہ اس امر کو جلدی نمٹائیں جس پر عمر نے وہی جواب دیا جس کا ذکر اس مسئلے کے حوالے سے مصادر میں کیا گیا ہے۔۔۔ اس میں کسی بھی طرح تدرج کا کوئی شبہ نہیں، بلکہ حکم کو مظالم کو سمجھنے میں تحقیق اور چھان بین کے بعد نافذ کرنے کی بات ہے تاکہ ہر ایک کو اس کا حق ملے۔ اس کی وضاحت کے لیے اس مسئلے کو اس کے مصادر کے ساتھ ذکر کرتے ہیں۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ تاریخی روایات اور حکایات (جو حکایت کی گئی ہے کے صیغے سے بیان کی گئی ہیں۔۔۔) کے موضوع پر احادیث موجود نہ ہوں تو اس میں غور و فکر کیا جائے گا اور اگر کوئی حدیث ہو تو اس پر عمل کیا جائے گا۔۔۔ یہ میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ آپ نے سوال میں عبد المالک کے اپنے والد عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کے بارے میں اس قصے تاریخی روایات اور حکایات کا ذکر کیا ہے جس میں شراب کا موضوع ہے جبکہ اس حوالے سے احادیث کی جو روایت ہے جس میں عمر کے اپنے بیٹے کا ساتھ قصے کا ذکر ہے اس میں شراب کا موضوع ہی نہیں، اسی لیے حدیث میں جو کچھ ہے اسی کو لیا جائے گا اور تاریخی روایات اور حکایات کو ترک کیا جائے گا۔۔۔

ذیل میں ان احادیث میں سے بعض کو پیش کیا جاتا ہے جن میں عمر بن عبد العزیز کے اپنے بیٹے کے ساتھ قصے کا ذکر ہے:

ابو نعیم کے حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء میں احمد بن عبد اللہ بن اسحاق بن موسی بن مہران الاصبہانی (المتوفی 430 ہجری) نے روایت کیا ہے کہ ہمیں عبد اللہ بن محمد بن جعفر نے بتایا کہ ان کو احمد بن الحسین الحذاء نے بتایا اور ان کو احمد بن ابراہیم نے ان کو منصور نے اور ان کو شعیب نے کہ مجھے ایک محدث نے بتایا کہ عبد المالک بن عمر بن عبد العزیز، عمر کے پاس آئے اور کہا: اے امیر المومنین، آپ سے میرا ایک کام ہے اکیلے میں ملنا چاہتا ہوں۔ آپ کے پاس مسلمہ بن عبد الملک تھے عمر نے ان سے کہا: اپنے چاچا سے بھی کوئی راز کی بات ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، مسلمہ کھڑے ہوئے اور چلے گئے، اور پھر وہ آپ کے سامنے بیٹھ گئے اور کہا: اے امیر المومنین کل اگر آپ کا رب آپ سے پوچھے تو آپ اس کو کیا جواب دیں گے، آپ نے فرمایا: کیا تم نے کوئی بدعت دیکھی ہے جس کی سرکوبی نہیں کی گئی یا کوئی سنت جس کو زندہ نہیں کیا گیا ہے؟ ان سے کہا: اے بیٹے کیا رعایا نے میرے لیے کوئی ذمہ داری تمہارے اوپر ڈالی ہے یا تم خود اپنی طرف سے مجھے کوئی رائے دے رہے ہو؟ انہوں نے کہا: نہیں اللہ کی قسم میری اپنی رائے ہے، میں نے سوچا کہ آپ جوابدہ ہیں آپ کیا کہیں گے؟ آپ کے والد نے آپ سے کہا: اللہ آپ پر رحم کرے اور آپ کو جزائے خیر دے، اللہ کی قسم میں چاہتا ہوں کہ آپ خیر میں میرے معاون ہوں، اے بیٹے تمہاری قوم نے اس کو گرہ گرہ باندھا ہے اور جس وقت میں ان کے ہاتھوں سے یہ چھین لینا چاہتا ہوں تو مجھے ڈر ہے کہ مجھ سے الجھ پڑیں جس میں بہت خون خرابہ ہو سکتا ہے، اللہ کی قسم ساری دنیا کا ختم ہونا میرے لیے اس سے آسان ہے کہ میری وجہ سے خون کا کوئی قطرہ گرے، کیا تم اس بات سے خوش نہیں کہ تمہارے باپ پر دنیا میں ایسا دن آئے کہ وہ بدعتوں کی سرکوبی کرلے اور سنت کا احیا کرلے یہاں تک کہ اللہ ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کرے اور وہی بہترین فیصلہ کرنے والا ہے؟

ہمیں الحسن بن محمد بن کیسان نے بتایا ان کو اسماعیل بن اسحاق القاضی نے ان کو محمد بن ابی بکر نے ان کو سعید بن عامر نے کہ جویریۃ بن اسماء نے روایت کرتے ہو کہا کہ: عبد المالک بن عمر بن عبد العزیز نے اپنے باپ عمر سے کہا: اس معاملے میں اپنی رائے نافذ کرنے میں کیا چیز آپ کے لیے مانع ہے، اللہ کی قسم مجھے اس بات کی

فکر نہیں ہے کہ اس امر کے نفاذ کی وجہ سے مجھے اور آپ کو دیگوں میں ڈال کر پکایا جائے گا۔ عمر نے فرمایا: "میں لوگوں کو مشکلات کے باغ میں لے جا رہا ہوں اگر اللہ نے مجھے زندہ رکھا تو میں اپنی رائے کو عملی جامہ پہناوں گا اگر موت نے جلدی گھیر لیا تو اللہ کو میری نیت کا علم ہے، مجھے ڈر ہے کہ لوگ اس میں جلدی کریں گے جو تم کہہ رہے ہو کہ وہ مجھے تلوار اٹھانے پر مجبور کریں گے، اس خیر میں کوئی خیر نہیں جو تلوار کے ذریعے ہو" ختم شد

الامر بالمعروف والنھی عن المنکر خلال ابو بکر احمد بن محمد بن ھارون بن یزید الخلال البغدادی الحنبلی (المتوفی 311 ہجری): مجھے عبد المالک المیمونی نے بتایا ان کو احمد بن حنبل نے ان کو معتمر بن سلیمان نے کہ فرات بن سلیمان نے میمون بن مہران سے انہوں نے عبد المالک بن عمر بن عبد العزیز سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اپنے والد سے کہا: اے ابا جان جو عدل آپ چاہ رہے ہیں اس پر عمل سے آپ کو کیا چیز روکتی ہے؟ اللہ کی قسم مجھے اس بات کی کوئی فکر نہیں کہ اس کی وجہ سے ہمیں دیگ میں ڈال کر پکایا جائے، فرمایا: "بیٹے میں لوگوں کو مشکلات کے باغ میں داخل کر رہا ہوں میں چاہتا ہوں کہ عدل سے اس امر کو زندہ کروں، میں اس کو اس وقت تک موخر کرتا ہوں کہ دنیا کی لالچ نکلے اور لوگ اِس باغ سے نکل کر اُس باغ میں رہائش اختیار کریں"۔

واضح بات ہے کہ معاملہ لوگوں پر اسلام کے نفاذ اور اس میں تدرج کا نہیں بلکہ لوگوں کو ان کے حقوق واپس دلانے کا اور عمر بن عبد العزیز سے پہلے خلفاء کے عہد میں ہونے والے مظالم کے تدارک کا ہے۔۔۔ اس کا اسلام کے نفاذ میں تدرج سے کوئی تعلق ہی نہیں جس میں کفر اور اسلام کو خلط ملط کیا جاتا ہے؟!

یوں عمر بن عبد العزیز اور آپ کے بیٹے کے قصے سے تدرج کے موضوع کے لیے استدلال ساقط ہے۔

4۔ ثقیف کے وفد کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ کی احادیث:

ا۔ عثمان بن ابی العاص سے روایت ہے کہ ثقیف کا وفد جب رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا ان کو اس لیے مسجد میں بٹھایا کہ ان کے دل نرم ہوں۔ ان لوگوں نے شرط رکھی کہ ان کو جمع نہ کیا جائے، ان سے ٹیکس نہیں لیا جائے اور رکوع پر مجبور نہ کیا جائے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «لَكُمْ أَنْ لَا تُحْشَرُوا، وَلَا تُعْشَرُوا، وَلَا خَيْرَ فِي دِينٍ لَيْسَ فِيهِ رُكُوعٌ» "تمہیں جمع نہیں کیا جائے گا اور نہ ٹیکس لیا جائے گا مگر اس دین میں کوئی خیر ہی نہیں جس میں رکوع نہیں"، یہ ابو داود کے الفاظ ہیں۔ لا یجبّوا تجبیۃ سے ہے یعنی رکوع اور یہ مجاز نماز کے لیے کہا جاتا ہے۔

ب۔ ابو داود ہی میں ایک اور روایت وھب کی ہے کہ: میں نے جابر سے ثقیف کے وفد کی بیعت کے لیے آنے کے حوالے سے پوچھا؟ انہوں نے کہا: انہوں نے نبی ﷺ کے سامنے یہ شرط رکھ دی کہ ان پر صدقہ اور جہاد نہ ہو، انہوں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ "جب اسلام قبول کریں گے تو صدقہ بھی دیں گے اور جہاد بھی کریں گے"۔

پہلی حدیث جو عثمان بن العاص کی ہے اس کو اخذ کیا جاتا ہے اگرچہ اس کے حوالے سے المنذری نے کہا ہے کہ (یہ کہا گیا ہے کہ الحسن البصری نے عثمان بن العاص سے حدیث سنی ہی نہیں) مگر یہ بات مجہول کے صیغے کے ساتھ ہے اس لیے اس سے استدلال کیا جاسکتا ہے۔ دوسری حدیث جو وھب سے مروی ہے صحیح حدیث ہے۔

ان دونوں حدیثوں سے تدرج کا جواز سمجھنا درست نہیں کہ احکامات کے بعض اجزا کو نافذ کر کے بعض کو ترک کرنا جائز ہے کیونکہ اسلامی احکام کے نفاذ میں تدرج کی حرمت قطعی دلائل سے ثابت ہے۔

اس لیے ان دونوں حدیثوں کو یا تو اس طریقے سے سمجھا جائے گا جو قطعی دلائل سے متصادم نہ ہو یعنی دونوں دلیلوں پر عمل کیا جائے گا، ورنہ دونوں دلیلوں کو جمع کرنا ممکن نہ ہو تو قطعی دلیل پر عمل کیا جائے گا اور ظنی دلیل کو ترک کیا جائے گا۔ یعنی دلیلوں کو جمع کرنے کی کوشش کی جائے گی اگر ممکن نہ ہو تو ترجیح پر عمل کیا جائے گا اور یہ سب جانتے ہیں کہ قطعی ظنی پر غالب آتا ہے۔

عثمان بن ابی العاص کی حدیث جس میں رسول اللہ ﷺ نے ثقیف کے وفد کی جانب سے (حشر عشر اور کسی اور کو عامل نہ بنانے کی شرط قبول کی) مگر ان کی طرف سے ترک صلاۃ کی شرط قبول نہیں کی۔ جہاں تک ان کے اپنے کسی آدمی کے علاوہ کسی اور کو ان پر والی مقرر نہ کرنے کی شرط کو قبول کرنا ہے تو اس میں کوئی برائی نہیں، یہ شروع میں جائز ہے اگر ان میں سے کوئی اس قابل ہو، مگر (ان لا تحشروا ولا تعشروا) کا کیا معنی ہے؟ اللسان میں لایحشرون کے معنی کے بارے میں کہا ہے کہ: " وہ غزوات کی نمائندگی اور مہم میں وفود بھیجنے کے پابند نہیں ہوں گے۔۔۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ زکوۃ کی وصولی کے لیے عامل زکوۃ کے پاس جمع نہیں کیے جائیں گے"۔ اسی طرح اللسان میں لایعشرون کے معنی کے بارے میں ہے: "یعنی ان کے اموال پر عشر نہیں لیا جائے گا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ واجب صدقہ نہیں لیا جائے گا"۔ اس لیے اس حدیث سے یہ سمجھنا ممکن ہے کہ (لایحشروا) کا معنی یہ ہے کہ وہ اپنی اپنی جگہ زکوۃ ادا کریں گے، اس کو ادا کرنے کے لیے زکوۃ اکھٹے کرنے والے کے پاس جمع

نہیں کیے جائیں گے بلکہ عامل زکوۃ ان کے پاس جا کر ان سے زکوۃ وصول کرے گا"، یہ (یحشرون) کا ایک معنی ہے۔ اسی طرح (ان لا یعشرون) کا معنی ہے کہ ان کے اموال میں سے عشر (ٹیکس) نہیں لیا جائے گا۔ یوں یہ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے یہ شرط رکھی ہو کہ وہ اپنی اپنی جگہ زکوۃ ادا کریں گے جس کو رسول اللہ ﷺ نے قبول فرمایا اور اسی طرح یہ شرط کہ صرف زکوۃ ادا کریں گے اس کے علاوہ ٹیکس نہیں جسے قبول فرمایا۔ جو شخص اسلام قبول کرنے کا ارادہ کرے اس کے لیے اپنی جگہ اپنی زکوۃ ادا کرنے کی شرط رکھنا جائز ہے، یہ بھی کہ وہ صرف زکوۃ دے گا کوئی اور ٹیکس نہیں، یہ جائز ہے اس میں کوئی غلط بات نہیں۔ یوں اس حدیث اور قطعی دلائل کو جمع کرنا ممکن ہے۔

رہی بات ابو داود کی دوسری روایت کی جو وھب سے مروی ہے: کہا: میں نے جابر سے بیعت کرنے والے ثقیف کے وفد کے بارے میں پوچھا؟ انہوں نے کہا: انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے شرط رکھی کہ ان پر صدقہ (زکوۃ) اور جہاد نہیں ہو گا، اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: «سَيَتَصَدَّقُونَ، وَيُجَاهِدُونَ إِذَا أَسْلَمُوا» "جب اسلام لائیں گے تو زکوۃ بھی دیں گے اور جہاد بھی کریں گے"۔ جس سے اس بات کو ترجیح ملتی ہے کہ لا یحشرون یعنی لا یندبون للمغازی کا معنی (لا یجاھدون) "جہاد نہیں کریں گے" ہے اور لا یعشرون کا معنی زکوۃ نہیں دیں گے۔ اس حالت میں یہ حدیث ثقیف کے وفد کے ساتھ خاص ہو گی، ان کی طرف سے جہاد نہ کرنے اور زکوۃ نہ دینے کو قبول کرنا صرف ان کے لیے خاص نص ہو گی جو دوسروں کے لیے نہیں، کیونکہ خاص حکم کسی اور کے لیے نہیں ہوتا۔ خاص حکم کے لیے قرینہ کی ضرورت ہوتی ہے اور یہاں قرینہ رسول اللہ ﷺ کی جانب سے یہ خبر دینا ہے کہ یہ لوگ اسلام قبول کریں گے تو زکوۃ بھی ادا کریں گے اور جہاد بھی کریں گے، اس لیے اس شرط کی کوئی حقیقت نہیں۔ رسول کے علاوہ کوئی اور غیب کے علم کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا اور یہی اس بات کا قرینہ ہے کہ یہ مخصوص حکم ہے۔ اسی قسم کے خاص احکام اور بھی موجود ہیں جیسے رسول اللہ ﷺ نے خزیمہ کی گواہی کو دو مردوں کی گواہی کے برابر قرار دیا جو کہ ان کے ساتھ خاص ہے اور یہ کسی اور کے لیے نہیں۔ اسی طرح ابو بردہ کی جانب سے بکری کے اس بچے کی قربانی کو قبول کرنا جس کی عمر چھ مہینے سے کم تھی ان کے ساتھ خاص ہے کسی اور کے لیے نہیں، کیونکہ بکری کے بچے کی قربانی ایک سال سے کم عمر میں جائز نہیں۔

یوں دونوں دلیلوں پر عمل ممکن ہے: احکام کے نفاذ میں تدرج حرام ہے اور یہ قطعی دلائل سے ثابت ہے، جبکہ زکوۃ اور جہاد میں تدرج ثقیف کے وفد کے ساتھ خاص ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کو علم تھا کہ یہ جب اسلام لائیں گے تو زکوۃ دیں گے اور جہاد کریں گے۔

ششم: خلاصہ:

☆ قطعی دلائل کی وجہ سے احکام کے نفاذ میں تدرج حرام ہے کہ بعض کو نافذ کیا جائے اور بعض کو ترک۔

☆عائشہ کی حدیث میں احکام شرعیہ کے نفاذ میں تدرج کے حوالے سے کچھ بھی نہیں بلکہ اس میں صرف یہ بتایا گیا ہے کہ قرآن کی سورتوں کے نزول میں عقیدہ احکام پر مقدم ہے۔

☆عمر بن الخطاب نے چور کے ہاتھ کاٹنے کو موخر نہیں کیا اور حکم کے نفاذ میں کسی قسم کے تدرج سے کام نہیں لیا بلکہ عین حکم شرعی پر عمل کیا کہ قحط میں ہاتھ کاٹا ہی نہیں جاتا۔

☆عمر بن عبد العزیز نے بھی احکام شرعیہ کے نفاذ میں کسی تدرج سے کام نہیں لیا کیونکہ اموی ریاست میں شریعت ہی نافذ تھی اور ریاست میں کوئی بھی غیر اسلامی حکم نافذ نہیں تھا، مذکورہ روایت صرف مظالم کو رفع کرنے اور لوگوں کو ان کے حقوق دلانے کے حوالے سے ہے۔

ابو داود کی حدیث جس میں رسول اللہ ﷺ نے نماز ترک کرنے کی شرط قبول نہیں کی جبکہ جہاد اور زکوۃ کے بارے میں شرط قبول کی یہ اس وفد کے لیے خاص حکم ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کو وحی کے ذریعے معلوم ہو گیا تھا کہ ان کی شرط کی کوئی حقیقت نہیں یہ اسلام لاتے ہی جہاد کریں گے اور زکوۃ دیں گے۔ یعنی دونوں حدیثوں میں سے کسی کو رد نہیں کیا جائے گا بلکہ دونوں کو اور اسلام کے نفاذ میں تدرج کے حرام ہونے کے بارے میں قطعی دلائل کو جمع کیا جائے گا جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا ہے۔

☆یوں ان تمام دلائل کی چھان بین سے جو اسلام کے نفاذ کے حوالے سے تدرج کے قائل لوگ پیش کرتے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ یہ تدرج پر دلالت ہی نہیں کرتے بلکہ دوسری ایسی چیزوں پر دلالت کرتے ہیں جن کا تدرج سے کوئی تعلق نہیں یا وہ خاص حالت کے خاص دلائل ہیں۔۔۔اس لیے یہ ممکن نہیں کہ یہ اسلام کے نفاذ میں تدرج کے حرام ہونے کے حوالے سے مفصل قطعی دلائل سے متصادم ہوں۔۔۔

بقیہ صفحہ 5 پر

سوال وجواب: علم حدیث میں شواہد اور متابعات

سوال:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں آپ سے ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں، اور یہ علمِ حدیث سے متعلق ہے۔ سوال کچھ اس طرح ہے کہ علماء صحیح حدیث کی تعریف یوں کرتے ہیں: وہ حدیث جس کی سند متصل ہو، اس کو عادل اور ضابط راوی نے اپنے جیسے راوی(یعنی عادل وضابط) سے نقل کیا ہو اور یہ کیفیت سند کی ابتدا سے سند کے آخر تک برقرار رہے(یعنی تمام راوی مذکورہ صفات سے متصف ہوں)، نیز وہ شاذ اور مُعلّل بھی نہ ہو۔ گویا حدیث کو صحیح قرار دینے کے لیے مذکورہ شرائط کا پایا جانا ضروری ہے۔ مگر میں نے کئی علماء کو دیکھا کہ وہ شواہد اور متابعات کی وجہ سے ضعیف حدیث کو بھی صحیح کہہ دیتے ہیں۔ مثلاً ایک حدیث ایک سند سے آئی ہوتی ہے اور وہ ضعیف حدیث ہوتی ہے، پھر اس حدیث کے شواہد یا متابعات بھی ضعیف ہی ہوتے ہیں، مگر اس کے باوجود علماء انہی شواہد اور متابعات کی بنا پر اُس حدیث کو صحیح کہہ دیتے ہیں۔ تو ان شواہد اور متابعات کو کس حد تک معتبر گردانا جاتا ہے اور حدیث کی تصحیح میں ان کا کس حد تک اثر ہوتا ہے؟ میرا سوال ختم ہوا، آنجناب سے اُمید ہے کہ جواب دیں گے، اللہ آپ کو برکت دے۔

اسامہ ابو عمر السبت

جواب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال کا جواب دینے سے پہلے متعلقہ چند اصطلاحات کی وضاحت ضروری ہے، جیسے شواہد، متابعات، متن اور سند ۔ یہ علمِ حدیث میں استعمال ہونے والے اصطلاحات ہیں اور ان کی وضاحت مثالوں کے ضمن میں کر دیتے ہیں:

مسند شافعی میں آیا ہے: ((أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ، فَلَا تَصُومُوا حَتَّى تَرَوُا الْهِلَالَ، وَلَا تُفْطِرُوا حَتَّى تَرَوْهُ، فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا الْعِدَّةَ ثَلَاثِينَ)). "ہم سے مالک نے عبد اللہ بن دینار سے حدیث روایت کی، انہوں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مہینہ انتیس دن کا (بھی) ہوتا ہے، لہٰذا چاند دیکھے بغیر روزے نہ رکھو، اور جب (شوال کا) چاند نظر آئے تب ہی افطار (عید) کرو، پس اگر چاند نظر نہ آئے تو تیس کی گنتی پوری کرلو"۔

حدیث کا متن وہ ہے جہاں حدیث کی سند ختم ہوتی ہے ۔ اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد " مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے، لہٰذا چاند دیکھے بغیر روزے نہ رکھو، اور جب (شوال کا) چاند نظر آئے تب ہی افطار کرو، پس اگر چاند نظر نہ آئے تو تیس کی گنتی پوری کرلو "، یہ اس حدیث کا متن ہے۔ حدیث کی سند راویوں کے سلسلے کو کہتے ہیں، جن کے ذریعے حدیث کے متن کو رسول اللہ ﷺ تک پہنچایا جاتا ہے، چنانچہ اس حدیث کی سند کی کڑیاں امام شافعیؒ، امام مالکؒ، عبد اللہ بن دینارؒ اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہیں (گویا راویوں کا سلسلہ ہی سندِ حدیث ہے)۔

مالکؒ سے اس حدیث کی روایت صرف الامام الشافعیؒ نے نہیں کی ہے، بلکہ مالک ہی سے عبد اللہ بن مسلمہؒ نے بھی اسی سند کے ساتھ یہی حدیث روایت کی ہے۔

امام بخاریؒ نے صحیح البخاری میں روایت کی ہے:

((حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ لَيْلَةً، فَلاَ تَصُومُوا حَتَّى تَرَوْهُ، فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا العِدَّةَ ثَلاَثِينَ))"

ہمیں عبد اللہ بن مسلمہ نے مالک سے، انہوں نے عبد اللہ بن دینار سے، انہوں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہوئے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مہینہ انتیس دن کا (بھی) ہوتا ہے، لہٰذا چاند دیکھے بغیر روزے نہ رکھو، اور جب (شوال کا) چاند نظر آئے تب ہی افطار کرو، پس اگر چاند نظر نہ آئے تو تیس کی گنتی پوری کرلو"۔ اس قسم کی صورتحال میں یہ کہا جاتا ہے کہ عبد اللہ بن مسلمہؒ نے اس حدیث کی روایت میں شافعیؒ کی متابعت(Follow-up) کی ہے، یعنی عبد اللہؒ بن مسلمہ نے امام شافعیؒ کے استاذ مالکؒ سے اُسی حدیث کی روایت کی جسے امام شافعیؒ نے بھی اپنے استاذ مالکؒ سے روایت کیا ہے، دونوں کی سند بھی ایک ہے، اس لیے عبد اللہ بن مسلمہ کا اس حدیث کو روایت کرنا متابعت کہلایا جائے گا، اس قسم کی صورتحال میں اس کو عام متابعت(full follow-up) کہتے ہیں۔

اس طرح مسلمؒ نے اپنی صحیح میں یہی حدیث عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ کے ساتھ نقل کی ہے:((حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ رَمَضَانَ، فَضَرَبَ بِيَدَيْهِ فَقَالَ: «الشَّهْرُ هَكَذَا،

وَهَكَذَا، وَهَكَذَا - ثُمَّ عَقَدَ إِبْهَامَهُ فِي الثَّالِثَةِ - فَصُومُوا لِرُؤْيَتِهِ، وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ، فَإِنْ أُغْمِيَ عَلَيْكُمْ فَاقْدِرُوا لَهُ ثَلَاثِينَ))" ہم سے ابو بکر بن شیبہ نے حدیث بیان کرتے ہوئے کہا: ہم سے ابو اسامہ نے حدیث بیان کرتے ہوئے کہا: ہم سے عبید اللہ نے، انہوں نے نافع سے، اُنہوں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان کا ذکر فرمایا اپنے دونوں ہاتھوں کو ہلا کر کہا: مہینہ اتنا، اتنا، اور اتنا ہوتا ہے، (راوی کہتے ہیں) تیسرے مرتبہ میں اپنے انگوٹھے کا گرہ بنایا۔ اس لیے چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار (عید) کرو، اگر بادل ہوں (جس کی وجہ سے چاند نظر نہ آئے) تو اس کے لیے تیس پورے کرلو"۔ اس روایت میں نافعؒ عبد اللہ بن مبارکؒ کی متابعت(follow-up) کر رہے ہیں، کیونکہ دونوں (عبد اللہ بن مبارک اور نافع) عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک ہی حدیث روایت کرتے ہیں، ایسی متابعت کو قاصر متابعت کہتے ہیں، یہ نام اس لیے دیا جاتا ہے کیونکہ یہ متابعت سند کی ابتدا میں نہیں بلکہ سند کے آخر میں ہے۔

نسائی نے اسی حدیث کو یوں روایت کیا ہے: ((أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حُنَيْنٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: عَجِبْتُ مِمَّنْ يَتَقَدَّمُ الشَّهْرَ، وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِذَا رَأَيْتُمُ الْهِلَالَ فَصُومُوا، وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا، فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا الْعِدَّةَ ثَلَاثِينَ))" ہم سے محمد بن عبد اللہ بن یزیدؒ نے حدیث بیان کی، وہ کہتے ہیں ہم سے سفیان نے عمرو بن دینار سے حدیث بیان کی، انہوں نے محمد بن حُنین سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں: مجھے ایسے شخص پر تعجب ہوتا ہے جو مہینہ داخل ہونے سے پہلے روزہ رکھتا ہے، حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم چاند دیکھو تو روزہ رکھو اور جب تم چاند دیکھو تو افطار کرو، اگر بادل ہوں (اور چاند نظر نہ آئے) تو تیس کی گنتی پوری کرلو"۔ یہ واضح ہے کہ حدیث کی یہ روایت دوسری سند اور دوسرے صحابی سے ہے یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ہے۔ یہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نہیں کی گئی ہے، اس لیے نسائی کی یہ حدیث امام شافعیؒ کی مذکورہ بالا حدیث کی نسبت سے "شاہد"(Witness) کہلاتی ہے، اسی طرح نسائی کی حدیث بخاری اور مسلم کی حدیث کے لیے بھی "شاہد"(Witness) کہلائے گی۔ دوسری طرف امام شافعیؒ، بخاریؒ اور مسلمؒ کی مذکورہ بالا احادیث بھی نسائیؒ کی روایت کردہ حدیث کے لیے شواہد ہیں......اور جب حدیث کا متن ایسا ہو کہ اس کے الفاظ تو مختلف ہوں، مگر معنی میں دوسری حدیث کے ساتھ اس میں یکسانیت پائی جاتی ہو تو اس پر "شاہد بالمعنی" کا اطلاق کیا جاتا ہے...... اس کی مثال جیسے امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں ایک حدیث نقل کی ہے: ((حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَوْ قَالَ: قَالَ أَبُو القَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ، فَإِنْ غُبِّيَ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلاَثِينَ)) "ہم سے آدم نے شعبہ سے حدیث بیان کی، شعبہ کہتا ہے، ہم سے محمد بن زیاد نے حدیث بیان کی، وہ فرماتے ہیں: میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر روزہ کھول دو، اگر چاند نظر نہ آئے تو شعبان کے تیس دن پورے کرلو"۔ اس حدیث کا متن شافعیؒ کی حدیث کے مشابہ ہے، مگر یہ مشابہت صرف معنی میں ہے الفاظ میں نہیں، کیونکہ اس حدیث میں شعبان کا ذکر ہے جو امام شافعیؒ کی حدیث میں نہیں ہے۔

اب ہم جواب کی طرف آتے ہیں:

وہ احادیث جو راوی کی فسق یا جھوٹ کی تہمت وغیرہ کی وجہ سے ضعیف قرار دی جائیں، تو ایسی احادیث میں دوسری احادیث کی بنا پر قوت نہیں آتی، بلکہ ایسی احادیث کو رد کر دیا جاتا ہے اور ان پر عمل نہیں ہوتا۔ الشخصیہ الاسلامیہ کی جلد اول میں لکھا ہے:

"یہ کہنا غلط ہے کہ ضعیف حدیث جب دیگر متعدد ضعیف طریقوں (روایتوں) سے آئی ہو وہ حسن یا صحیح کے درجہ تک پہنچ جاتی ہے، کیونکہ جب حدیث کا ضعف اس کے راوی کے فسق یا اس پر جھوٹ کی تہمت لگنے کی وجہ سے ہو کہ وہ عملاً جھوٹ بولتا ہو، پھر اسی قسم کی ضعیف واسطوں سے اس کی دیگر روایات بھی مل جائیں تو اس سے اس کے ضعف میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔

ابن الصلاح مقدمہ میں لکھتے ہیں:

حدیث کے اندر ہر قسم کا ضعف دیگر روایتوں سے روایت ہونے سے زائل نہیں ہوتا بلکہ اس کے کئی اقسام ہیں:

انہی میں سے وہ ضعف ہے جو دیگر روایات کے ذریعے ختم نہیں ہوتا، کیونکہ ضعف قوی ہوتا ہے جس کا مقابلہ متعدد روایات کے ذریعے نہیں کیا جاسکتا۔ اس کی مثال، جیسے وہ ضعف جو راوی کے کذب بیانی سے متہم ہونے کی وجہ سے ہو یا حدیث شاذ ہو۔

بعض احادیث کی کچھ روایات ایسی بھی ہوتی ہیں جن میں ایک یا کئی راوی ایسے ہوتے ہیں جن کا حافظہ

درست نہیں ہوتا یا وہ مستور الحال(of hidden condition) ہوتا ہے وغیرہ مگر اس پر جھوٹا ہونے یا فاسق ہونے کی تہمت نہ لگی ہو، یعنی حدیث کو اس لیے ضعیف قرار دیا گیا ہو کہ راوی کا حافظہ درست نہیں وغیرہ۔ضعف کی وجہ راوی کی صداقت یا دینداری میں کوئی کمی نہ ہو، تو احادیث کی ایسی روایات کو جب انفرادی طور پر لیا جائے تو ہم اس پر ضعیف کا حکم لگائیں گے ،کیونکہ بہر حال سند میں بعض راوی ضعیف ہیں۔ مگر تلاش اور تتبع کرکے جب پتہ چل جاتا ہے کہ ان روایات کے قابلِ اعتماد اور معتبر متابعات یا شواہد بھی موجود ہیں جو اس روایت کو قوی بنا سکتے ہیں ،حافظہ کی کمزوری کا متبادل بن سکتے ہیں جس کی بنا پر حدیث کا متن شاذ یا منکر کے زمرے سے نکل جاتا ہے، تو ایسی حالت میں ہم اس حدیث پر ضعیف کا حکم نہیں لگائیں گے بلکہ اس قسم کی حدیث حسن قرار پاتی ہے، کیونکہ اب جبکہ اس کی دیگر روایات بھی پائی گئیں تو وہ خلل جس کے سبب حدیث ضعیف کہلاتی ، رفع ہو گیا۔۔۔ الشخصیہ الاسلامیہ کے جلد اول میں آیا ہے: "حسن وہ حدیث ہے جس کا پہلا راوی معروف و مشہور ہو اور اس کے سند کے تمام رجال بھی معروف ہوں، اسی پر اکثر احادیث کا مدار ہے، اس کو اکثر علما لیتے ہیں اور عام فقہا دلیل کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ حاصل یہ ہے کہ حسن ایسی حدیث ہوتی ہے جس کی سند میں جھوٹ کے ساتھ تہمت زدہ کوئی شخص نہ ہو، اور حدیث شاذ بھی نہ ہو۔ اس کی دو قسم ہیں:

ایک: وہ حدیث جس کی سند میں کوئی نہ کوئی ایسا مستور الحال راوی موجود ہو، جس کی اہلیت ثابت نہ ہوئی ہو، البتہ اس کی یاد داشت اتنی کمزور نہ ہو جس کی وجہ سے اس کی غلطیاں زیادہ ہوں، اس پر کذب بیانی کی تہمت نہ لگی ہو۔ حدیث کا متن بھی ایسا ہو جس کی کوئی اور روایت بھی موجود ہو، تو پھر ایسی حدیث شاذ یا منکر کے مرتبے سے نکل جاتی ہے۔

مقدمہ ابن الصلاح میں آیا ہے:

میرے لیے بالکل واضح ہوا اور بات مکمل صاف ہوئی کہ حسن حدیث کی دو قسمیں ہیں:

ایک: وہ حدیث جس کی سند کے راوی کسی نہ کسی مستور الحال سے خالی نہ ہوں جس کی اہلیت ثابت نہ ہو (کہ وہ حدیث روایت کرے) مگر وہ مستور الحال ایسا بھی نہ ہو جو کمزور یادداشت والا (ہونے کے سبب)حدیث روایت کرنے میں بہت زیادہ غلطیاں کرتا ہو ، نہ ہی حدیث کی روایت میں اس پر کذب کا الزام ہو ،یعنی اس سے حدیث میں جان بوجھ کر غلطی سرزد نہ ہوئی ہو ،نہ کوئی اور سبب اس کے اندر پایا جاتا ہے جس کی بنا پر اسے فاسق کہا جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ حدیث کا متن اس لحاظ سے مشہور ہو کہ اس کی مثل ایک یا ایک سے زائد روایات اَور بھی موجود ہیں ،اس کا فائدہ یہ ہو گا کہ اس حدیث کے راوی کا ایک متابع پایا گیا جو اسی جیسی حدیث روایت کرتا ہے یا اس کے لیے شاہد بن رہا ہے، نتیجۃً حدیث شاذ اور منکر کے درجے سے نکل جاتی ہے، ترمذی کا کلام اسی قسم پر جچتا ہے......الخ

ایک اور مقام پر ابن الصلاحؒ فرماتے ہیں:

یہ ضروری نہیں کہ دیگر روایات کے آنے سے حدیث میں موجود ہر طرح کا ضعف زائل ہو جاتا ہے، بلکہ اس کے مختلف اقسام ہیں......

ایک ضعف تو وہ ہے جو کثرتِ طرق کی وجہ سے زائل ہو جاتا ہے، وہ یہ کہ حدیث کے اندر ضعف راوی کی یاد داشت کی کمزوری کی وجہ سے آیا ہو ،البتہ وہ راست گو اور دیانت دار ہو، جب ہم دیکھ لیں کہ ایسے راوی کی روایت کسی اَور سند سے بھی روایت کی گئی ہے ، تو ہم جان لیں گے کہ یہ حدیث من گھڑت نہیں اور راوی نے واقعی اس کو کسی اور سے سن کر محفوظ کر لیا ہے ،اس کی یادداشت کی کمزوری سے اس کے اندر کوئی خلل نہیں آتا......

بنابریں سند کے اندر صرف کسی مستور یا کمزور یادداشت رکھنے والے راوی کی موجودگی کے سبب احادیث پر ضعیف کا حکم لگانے میں جلد بازی نہیں کرنی چاہئے ...... بلکہ متابعات اور شواہد کے لیے اس کی دیگر روایات کی تلاش کی جائے گی...... تاہم یہ بات مد نظر رکھنی چاہیے کہ متابعات یا شواہد کی بنیاد پر کسی حدیث کو قوی قرار دینے کا کام باریک مسائل میں سے ہے جس میں علم وفہم اور علوم حدیث پر عبور واحاطہ کی ضرورت ہوتی ہے نیز روایات کی باریکیوں کی سمجھ اور جرح وتعدیل کے علوم سے بہرہ ور ہونا لازم ہے۔ کیونکہ یہ اصول بھی عام نہیں کہ حدیث کی متابعات یا شواہد پائے جائیں تو اس کا ضعف دور ہو کر قوی بن جاتا ہے، بلکہ اس میں بقیہ شرائط کا پورا ہونا بھی ضروری ہوتا ہے جن کا اس حوالے سے لحاظ کیا جاتا ہے اور حدیث میں موجود ضعف کے خلل کے لیے پٹی اور اس پر مقبولیت کا حکم لگانے کا کام دیتی ہیں۔

اُمید ہے کہ ان معروضات سے موضوع واضح ہو چکا ہو گا، انشاءاللہ

آپ کا بھائی عطاء بن خلیل ابو رشتہ

23شوال /1437 ہجری، بمطابق 28جولائی 2016

سوال وجواب: روس-ترک سربراہی ملاقات

سوال:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ،

ترک صدر اردوگان نے 9 اگست 2016 کو روس کا دورہ کیا جبکہ ترکی میں رونما ہونے والے ناکام انقلاب کی "بازگشت" بھی ابھی ختم نہیں ہوئی تھی۔ تو اس قدر جلدی کس بات کی تھی؟ اور یہ کہ اس دورے کا مقصد کیا تھا خاص کر وزارت خارجہ، فوج اور انٹیلی جنس کے نمائندوں نے بھی روس کا دورہ کیا ہے؟ کیا اس دورے کا شام کے بحران سے کوئی تعلق ہے؟ یا یہ روسی طیارے کو گرانے کے بحران کے بعد ترکی اور شام کے تعلقات کی "بحالی" کے لیے ہے؟ اللہ آپ کو جزائے خیر دے۔

جواب:

جلدبازی کے اسباب کو جاننے اور اس کے مقاصد کو سمجھنے کے لیے ہم مندرجہ ذیل امور کو پیشِ نظر رکھتے ہیں:

1۔ اس دورے کے بارے میں بات 15 جولائی 2016 کے انقلاب کی کوشش سے پہلے ہی ہو رہی تھی اور اصل میں فیصلہ یہ ہوا تھا کہ چین میں 2016 میں ہونے والے جی 20 سربراہی ملاقات کے موقع پر دونوں ممالک کے صدور کے درمیان بھی ملاقات طے تھی لیکن پھر جلد بازی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اگست میں ہی صدر پوٹین اور صدر اردوگان کے درمیان ملاقات کا اہتمام کیا گیا کیونکہ امریکہ ترکی کو ایک سرگرم آلہ کار کے طور پر شام میں سودے بازی میں شامل کرنے میں جلدی کرنا چاہتا تھا کیونکہ دوسرے آلہ کار ناکام ہو گئے تھے (ایران، روس۔۔۔وغیرہ)۔

ترک وزیر خارجہ نے اعلان کیا کہ دونوں صدور کے درمیان ملاقات پہلے ہو گی اور یہ اگست میں ہی روس میں ہو سکتی ہے۔" اور روسی نیوز ایجنسی انٹر فیکس نے ترک وزیر خارجہ سے منسوب یہ بیان شائع کیا کہ روسی صدر ولادی میر پوٹین اور ترک صدر اردوگان کے درمیان ملاقات اگست میں سوچی میں ہو گی۔۔۔"(العربیہ نیٹ 2 جولائی 2016)۔ دورے کا موضوع "صلح صفائی" کے ماحول میں یر بحث لایا گیا تاکہ ترکی شام کے مسئلے کو امریکی پالیسی کے مطابق حل کرنے میں کردار ادا کرے جس کی وضاحت ہم نے اس سوال کے جواب میں کی تھی جو 14 جولائی 2016 کو شائع کیا تھا۔ جس میں نے کہا تھا کہ:"۔۔۔امریکہ ترکی کے موجودہ کردار کے ذریعے شامی اپوزیشن پر پوری قوت کے ساتھ دباؤ میں اضافہ کرکے جنیوا کے سفر کو دوبارہ شروع کرکے پرامن حل چاہتا ہے۔۔۔۔۔ اگر اپوزیشن مذاکرات کے سفر میں شامل ہونے سے انکار کرتی ہے تو روس اور ترکی کے درمیان تعاون کے اظہار کے ذریعے اس کی پشت پناہی سے دستبردار ہونے کی دھمکی دی گئی: "روسی وزیر خارجہ نے کہا: ہم شام کے حوالے سے روسی اور ترک فوج کے درمیان رابطوں کی امید کرتے ہیں"(العربیہ نیٹ 2 جولائی 2016)۔۔۔ اور ترکی شام میں روسی مداخلت کی مزید مخالفت نہیں کرے گا۔۔۔۔ اور یہ بھی بعید از امکان نہیں کہ ترکی دباؤ ڈالنے کے لیے سیاسی وسائل سے آگے بڑھے اور داعش تنظیم کی دہشت گردی کے خلاف جنگ کے نام پر عسکری کاروائی کرے کیونکہ وہ بھی دوسرے مسلح اپوزیشن سے الگ یا نمایاں نہیں۔ یعنی وہی بہانہ جو روس اپوزیشن پر بمباری کے لیے استعمال کرتا ہے! روسی وزیر خارجہ کا روسی اور ترکی فوج کے درمیان رابطوں کا بیان اس احتمال کی دلیل ہے"۔۔۔ اس کے علاوہ "اوباما بھی اپنے پیش رو ڈیموکریٹک کلنٹن کی طرح کام کرنا چاہتا ہے جیسے اس نے اپنی حکومت کے آخری سال میں مسئلہ فلسطین کے فیصلہ کن حل کے لیے تنظیم آزادی فلسطین اور یہود کو مذاکرات کے میز پر بیٹھانے کے لئے اپنی کوششوں میں اضافہ کر دیا تھا۔ اگرچہ وہ اس میں ناکام ہوا تھا مگر یاسر عرافات اور ایہود باراک کو ایک میز پر بیٹھانے میں کامیاب ہوا۔۔۔ اب اوباما شامی اپوزیشن اور حکومت کو مذاکرات کی میز پر اکھٹے بیٹھانا چاہتا ہے تاکہ یہ ایک ایسا کام ہو جو اس کی حکمرانی کے آخری دنوں کی یادگار بنے۔ مگر کلنٹن اور اوباما کی کوشش میں فرق یہ ہے کہ اول الذکر کی کوششیں اپنے ایجنٹوں کے سامنے واضح اور نمایاں تھی جبکہ اوباما اپنے ایجنٹوں اور آلہ کاروں کے پیچھے چھپ کر کام کر رہا ہے! ان کے دور میں امریکہ اپنے پیروکاروں پر زیادہ اعتماد کر رہا ہے، ایران اور اس کے چیلوں کے بعد، روس کے بعد، ۔۔۔۔ جب شام میں ایرانی اور روسی مداخلت ناکامی سے دوچار ہونے لگی تب امریکہ نے ترکی کو روس اور ایران کے پلڑے میں ڈالنے کے لیے دوڑ لگائی تاکہ شام میں امریکی اثر و نفوذ کو بچایا جائے، اور شام کی تحریک کے اسلامی پہلو کو ختم کیا جائے۔۔۔ یوں روس دن رات شام پر بمباری کر رہا ہے اور ترکی "شام میں دہشت گردی کے خلاف جنگ" کے نام پر اس سے تعاون کر رہا ہے، دونوں کے درمیان "دوستانہ ماحول میں باچیت" ہو رہی ہے، بلکہ روسی وزیر خارجہ روسی اور ترک فوج کے درمیان شام کے حوالے سے رابطوں کا مطالبہ کر رہے ہیں!!"15

جولائی 2016 کے ہمارے جواب سے جو نقل کیا وہ یہاں ختم ہو۔

2۔اس بات کی توقع تھی کہ ترکی کا کردار پہلے ہی شروع ہو تا مگر انگریز کے وفادار کمالی افسران کی جانب سے انقلاب کی کوشش نے ترکی کے کردار کو منجمد کیا اور حکومت داخلی مسائل میں پھنس گئی۔ اس بات کا امکان تھا کہ ترکی کا کردار ناکام انقلاب کی کوشش کی باز گشت سے نکلنے تک منجمد ہی رہتا جیسا کہ اردوگان نے کہا تھا تاہم 2016 کے اگست کے مہینے میں شامی انقلابیوں نے حلب کا محاصرہ توڑنے کی مہم چلائی اور کامیاب ہوئے جس سے امریکہ ترکی کے کردار میں عجلت پر مجبور کیا اور یوں اردوگان نے تعلقات کو بحال کرنے کے لیے روس کا دورہ کیا تا کہ امریکی سیاسی حل کے لیے ترکی روس کے ساتھ مل کر فعال کردار ادا کرے۔۔۔امریکہ نے اس بھرپور مہم کے ثمرات کو حاصل کرنے کا ارادہ کیا؛ یوں یہ کامیابی کی فتح ہونے کی بجائے مذاکرات کی فتح بن جائے، اس کو بنیاد بنا کر ترکی کو متوازن مذاکرات کی ترویج کے لیے استعمال کیا جیسا کہ اردوگان نے کہا جس سے وہ یہ گمان کرتے تھے کہ ترکی اپنے مختلف وسائل سے اوباما کے دور میں ہی طرفین کو امریکہ کے مذاکراتی حل کے لیے جمع کرے گا اور متوازن مذاکرات سے فائدہ اٹھائے گا!!"ترک صدر اردوگان نے آج شام کے حوالے سے علاقائی اجلاس بلایا ہے، قطری ٹی وی "الجزیرہ" کو ایک طویل انٹرویو کے دوران اردوگان نے کہا کہ حلب میں صورت حال ناخوشگوار ہے مگر حال ہی میں اپوزیشن نے توازن قائم کیا ہے"(السوریہ نیٹ، الخلیج الجدید 6 اگست 2016)۔

یوں یہ دورہ ہوا اور اردوگان کی جلد بازی اوباما کا مطالبہ تھا تا کہ تمام فریقوں کو نئے مذاکرات "چوتھے دور" کے لیے جمع کیا جائے جس کے ذریعے اوباما اپنے صدارتی دور کا اختتام کرے۔ بات چیت کے اس دور کی طرف ترک وزیر خارجہ نے اشارہ کیا: "رائٹرز استنبول – ترک وزیر خارجہ مولود چاوش اوگلو نے جمعہ کو کہا کہ شام کے مستقبل کے حوالے سے مذاکرات دوبارہ شروع ہونے چاہیے، انہوں نے مذاکرات کے چوتھے دور جنیوا امن کی دعوت دی" (رائٹرز عربی 5 اگست 2016)۔۔۔یہ تھا دورہ اور یہ تھی سربراہی ملاقات۔۔۔

3۔ یہ سربراہی ملاقات روس اور ترکی کے درمیان تعلقات کو معمول پر لانے کا آخری اقدام تھا جس میں روسی جہاز گرائے جانے کے بعد بہت بگاڑ پیدا ہو گیا تھا۔ تعلقات کو معمول پر لانے کا یہ سفر ترکی کے لیے ذلت آمیز تھا۔ پوٹین کی شرائط کے سامنے سر جھکاتے ہوئے اردوگان نے 27 جون 2016 کو جہاز گرائے جانے پر معافی مانگی، اردوگان نے فوراً 29 جون 2016 کو روسی صدر کو فون کیا اور بات چیت کو دوستانہ ماحول کہا، اس کے بعد وزیر خارجہ نے یکم جولائی 2016 کو روسی وزیر خارجہ کے ساتھ روس کے شہر سوچی میں ملاقات کی، جس میں دونوں وزراء نے سربراہی ملاقات کے موضوع پر بات چیت کی جو اردوگان اور پوٹین کے درمیان پیٹرزبرگ میں ہونے والی تھی۔ اس کے بعد ترک وزیر خارجہ نے ترکی میں روس کو شام پر بمباری کے لیے عسکری اڈے دینے کا اشارہ دیا۔ روس کے ساتھ تعلقات کے حوالے سے ترکی کے موقف میں یہ گراوٹ روس کی جانب سے انقرہ پر لگائی جانے والی اقتصادی پابندی کی وجہ سے نہیں تھی بلکہ یہ صرف شام میں امریکہ کی مشکلات کی وجہ سے تھی۔ امریکہ چاہتا ہے کہ ترکی بھی روس اور ایران کے ساتھ مل کر شام کے بحران کو حل کرنے کے لیے امریکہ کے لیے کام کرے۔ اس سب کی وجہ سے روس کے سامنے جھکاؤ ترکی کے لیے ذلت آمیز تھا، یعنی یہ سب ترکی کے امریکہ کے ساتھ تعلقات اور امریکی پالیسیوں کو نافذ کرنے کی وجہ سے تھا، جس کے لیے ترکی کو دوڑ دھوپ کرنا پڑھ رہا ہے۔۔۔

4۔اردوگان نے 15 جولائی 2016 کے ناکام انقلاب سے پہلے طے شدہ دورے پر اصرار کیا حالانکہ ترکی کی داخلی صورت حال کی وجہ سے وہ سخت مشغول تھا، جس کو اس نے "زلزلہ" کہا تھا اور مزید اس قسم کے جھٹکوں کے خدشے کا اظہار کر رہا تھا۔ یہ صورتحال اس قدر خطرناک تھی کہ روس کے دورے سے واپسی کے باوجود اس نے ہفتہ 7 اگست 2016 کو عوام سے بدھ تک عوامی مقامات پر رہنے کا مطالبہ کیا کیونکہ اس کو انگریز کے وفادار افسران سے مزید کسی حرکت کا خوف تھا، اسی طرح حلب میں روس کے بڑھتے ہوئے وحشیانہ جرائم کے باوجود اس نے پوٹین سے ملاقات پر اصرار کیا اور اس کو موخر نہیں کیا۔ اس نے روس کے ساتھ ماضی کو فراموش کر دینے کی خواہش کا اظہار کیا۔ امریکی حکم نے ترکی کو روس کی طرف دھکیل دیا۔ اسی لیے پوٹین نے بھی اس اصرار کی طرف اشارہ کیا کہ "ترک صدر کو روس کے دورے کا موقع ملا حالانکہ جون 16،15 کی رات انقلاب کی ناکام کوشش کے بعد ترکی کی داخلی صورت حال پریشان کن تھی" (رشیا ٹوڈے 9 اگست 2016)۔

5۔یہ بات واضح تھی کہ اردوگان پوٹین ملاقات کا مرکزی موضوع شام تھا، چنانچہ دونوں صدور نے شام کے موضوع پر بحث وفود کے ساتھ نہیں کی بلکہ شام کے موضوع پر بات چیت کو رات تک موخر کیا پھر دونوں وزرائے خارجہ اور انٹیلی جنس کے نمائندوں کی شرکت سے شام میں سودے بازی کے راہوں پر بحث

کی۔ اس آنے والی ملاقات کے بارے میں پوتین نے کہا کہ:"ہم معلومات کا تبادلہ کریں گے اور حل پر بحث کریں گے"۔ شام کے حوالے سے ملاقات کو رات تک موخر کرنا اور وزرائے خارجہ اور انٹیلی جنس کے علاوہ وفود کے باقی اراکین کو اس سے دور رکھنا شام کے موضوع پر طرفین کی جانب سے بڑی اہمیت دینے پر دلالت کرتا ہے۔ سابقہ رکاوٹوں کو ہٹانے کے بعد یہی طرفین کے لیے اہم ترین مسئلہ ہے۔ امریکہ کا تمام فریقین سے یہی مطالبہ ہے کہ حکومت اور اپوزیشن کو اوباما کا دور ختم ہونے سے قبل مذاکرات کی میز پر لایا جائے!

6۔ سربراہی ملاقات کے دوران اور اس کے بعد ترکی کے کردار میں فعالیت نظر آنے لگی:

ا۔ رائٹرز استنبول-ترک وزیر خارجہ مولود چاویش اوگلو نے جمعہ کو کہا کہ شام کے مستقبل کے حوالے سے بات چیت کو دوبارہ شروع کرنے کی ضرورت ہے اور انہوں نے جنیوا امن بات چیت کے چوتھے دور کو شروع کرنے کی دعوت دی(رائٹرز عربی 5 اگست 2016)۔

ب۔ ترک صدر رجب طیب اردوگان نے آج شام کے لیے علاقائی اجلاس کے انعقاد کا اعلان کیا، ان کا بیان ہفتے کی شام قطری ٹی وی "الجزیرہ" کو ایک طویل انٹرویو کے دوران سامنے آیا۔۔۔ اردوگان نے مزید کہا کہ "حلب میں صورت حال المناک ہے مگر اپوزیشن نے آخری لمحات میں توازن کو بحال کیا ہے(سریانیٹ اور الخلیج الجدید 6 اگست 2016)۔

ج۔ آر۔ آئی۔ اے روسی نیوز ایجنسی نے کل روس میں ترک سفیر اومیٹ یلدرم کا بیان نقل کیا کہ ترک حکومت سمجھتی ہے کہ شام کی موجودہ قیادت شام کے بحران کو حل کرنے کے مذاکرت میں شریک ہو سکتی ہے۔

تاس نیوز ایجنسی نے اس قول کو یلدرم سے منسوب کیا کہ انقرہ شام کی موجودہ قیادت کو عبوری دور میں کردار دینے کے خلاف نہیں(الصباح 12 اگست 2016)۔

د۔ جہاں تک ترک وزیر اعظم کی بات ہے وہ تو انقلاب سے پہلے ہی روس کے ساتھ صلح کی ابتدا سے ہی شامی حکومت کے ساتھ سیاسی حل کے موضوع پر جلدی کر رہے تھے، چنانچہ العربیہ نیٹ نے 13 جولائی 2016 کو "ترکی اچانک شامی حکومت کے ساتھ 'سودے بازی' پر تیار ہوا" کے عنوان سے خبر دی کہ: "انقرہ، ترکی (رائٹرز)-ترک وزیر اعظم بن علی یلدرم نے کہا ہے کہ انقرہ شام کے ساتھ تعلقات کو معمول پر لانے کے لیے پر اعتماد ہے(العربی نیٹ 13 جولائی 2016)۔ اسی طرح بی بی سی نے خبر دی کہ:"ترک وزیر اعظم بن علی یلدرم نے کہا ہے کہ ترکی شام کے ساتھ اچھے تعلقات قائم کرنے کا خواہاں ہے، یہ اگلا مرحلہ ہے جس میں ہمسایوں کے ساتھ تعلقات بہتر بنائے جائیں گے"(بی بی سی 13 جولائی 2016)۔

7۔ یوں ترکی شام کے بحران کے گرداب میں سرگرمی سے داخل ہوا مگر اہل شام کی مدد اور ان کو روس اور ایران کی وحشیانہ مظالم سے بچانے کے لیے نہیں بلکہ روس اور ایران کے ساتھ مل کر شیطانی تکون بنا کر ان کے لیے جرائم کو آسان بنانے کے لیے تاکہ شام کے سرکش کی حکومت کے ساتھ مذاکرات اور ذلت آمیز امریکی حل کی راہ ہموار کی جا سکے۔۔۔ پوتین اور اردوگان کی سربراہی ملاقات صرف شر انگیزی ہے؛ اس کے نتیجے میں ترکی نے شام کے انقلاب کی مدد کے دعووں سے مکمل پسپائی اختیار کی، بلکہ پسپائی اس حد کو پہنچ گئی کہ ترک وزیر خارجہ نے یہاں تک کہا کہ روس چاہتا ہے کہ ترکی شام میں انقلابیوں کے ٹھکانوں کے بارے میں روس کو اطلاعات دے، یعنی ان ٹھکانوں کے بارے میں بتادے جن کے بارے میں معلومات ترک انٹیلی جنس نے اکھٹی کیں ہیں تاکہ روس کے لیے بمباری آسان ہو۔ اور چونکہ امریکہ روس کو سب کچھ دینے پر اصرار کر رہا تھا، اسی وجہ سے سربراہی ملاقات کے بعد ترکی سے ایک اعلیٰ سطحی انٹیلی جنس وفد فوراً ماسکو روانہ ہوا۔

ترک وزیر خارجہ نے 10 اگست 2016 کو اناتولیہ نیوز ایجنسی سے بات کرتے ہوئے کہا کہ، "شام میں جنگ بندی کی ضرورت، انسانی امداد کی رسائی اور سیاسی حل نکالنے کے حوالے سے ان کے ملک اور روس کے نقطہ نظر میں ہم آہنگی ہے، عنقریب شام کے لیے ماسکو کے ساتھ مضبوط تعاون کا نظام تیار کیا جائے گا، انہوں نے مزید کہا کہ وزارت خارجہ کا نمائندہ اور ترک فوج کا نمائندہ آج سینٹ پیٹرزبرگ میں ان فائلوں کی چھان بین کریں گے"(الجزیرہ نیٹ 11 اگست 2016)۔

ترک وزارت خارجہ کے بیان میں جو یہ وضاحت کی گئی کہ "شام میں جنگ بندی، انسانی امداد اور سیاسی حل نکالنا" یہی دراصل امریکی موقف ہے، جس کا اعلان روس بھی کر رہا ہے اور اسی کے لیے لڑ رہا ہے۔ اردوگان کے روانگی کے فوراً بعد انٹیلی جنس، فوج اور وزارت خارجہ کے نمائندوں کو فوراً ماسکو روانہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ ترکی نے روسی، ایرانی اور ترکی کی تکون کو مکمل کر لیا! ایرانی نائب وزیر خارجہ نے کہا کہ "خطے کو روس اور ترکی کے درمیان اچھے تعلقات کی ضرورت ہے۔ ابراہیم رحیم نے 'ترکی-روس-ایران' کے درمیان بہتر تعاون کا مطالبہ کیا اور یقین دلایا کہ ان کا ملک اس سمت گامزن ہونے کے لیے تیار ہے"(الجزیرہ نیٹ 8 اگست 2016)۔ جمعہ 12 اگست 2016

کو ایرانی وزیر خارجہ جواد ظریف نے انقرہ میں ترک عہدیداروں سے ملاقات کی۔اس ملاقات میں شامی بحران کے حوالے سے ایران کے ساتھ مشترکہ کوششوں پر اتفاق کیا گیا۔ اردوگان نے صدارتی محل میں ایرانی وزیر جواد ظریف سے تین گھنٹے کی بند کمرے میں ملاقات کی جس کے بعد کوئی اعلان نہیں کیا گیا جو ترکی کو شام کے معاملے میں امریکی جوڑتوڑ میں میں شامل کرنے میں جلد بازی اور روس اور ایران کی مدد کرنے اور امریکی مہم کو عملی جامہ پہنانے پر دلالت کرتا ہے۔

8۔ ان تمام باتوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ترکی نے امریکی منصوبے پر شام میں سیاسی حل میں بھرپور طریقے سے داخل ہونے میں بڑی جلد بازی دکھائی حالانکہ ترکی انقلاب کی ناکام کوشش کے بعد ابھی تک اپنے اندرونی صورت حال سے مکمل مطمئن نہیں، اور یہ سب واشنگٹن کے زبردست اصرار پر دلالت کرتا ہے۔ ظاہری بات ہے ترکی اسی امریکی لائحہ عمل پر روس اور ایران کے ساتھ مندرجہ ذیل طریقے سے کاربند ہوگا:

☆سیاسی طور پر: وہ انقلابیوں کو واضح طور پر دکھائے گا کہ ترکی نے اپنی پالیسی تبدیل کر لی ہے، اور اس نے شامی حکومت، روس اور ایران کا ساتھ دینے کا فیصلہ کیا ہے۔اور انقلابیوں کو دعوت دے گا اور ان پر جنیوا میں طے ہونے والے امریکی حل کو قبول کرنے کے لیے دباؤ ڈالے گا، جس کے مطابق شامی حکومت کے ساتھ مذاکرات کرنا ہوں گے اور شام کے مستقبل کے حوالے سے اتفاق کرنا ہوگا، اور حکومت اور انقلابیوں کے درمیان مشترکہ حکومت میں شامل کرنے کے لئے کام کرے گا۔اسی طرح انسانی پہلو سے انقلابیوں پر دباؤ میں اضافہ کرنا کہ وہ حلب میں حکومت کے زیر قبضہ علاقوں کا محاصرہ نہ کریں۔ مذاکراتی توازن کی ترویج کیونکہ انقلابیوں نے حلب میں کامیابیاں حاصل کی ہیں جس سے ان کے مذاکرات کرنے کی قوت میں اضافہ ہوا ہے اور ان اسالیب کو دباؤ کے اسالیب میں ضم کیا جائے گا جس کے بعد فائر بندی کی جائے گی جسکے بعد سیاسی عمل ہوگا جس سے اوباما کو دوسرے صدارتی دور کے اختتام پر آنے والے سال کے جنوری کے مہینے میں کچھ "کامیابی" حاصل ہوگی۔ شاید اسی کی طرف ترک وزیر اعظم نے اشارہ کرتے ہوئے آنے والے چھ مہینوں کا ذکر کیا ہے،" ترک وزیر اعظم بن علی یلدرم نے جمعہ کو کہا کہ آنے والے چھ مہینوں میں شام میں انتہائی اہم پیش رفت ہوگی، بن علی یلدرم نے یہ بات ترک وزیر خارجہ مولود چاوش اوگلو اور اس کے ایرانی ہم منصب جواد ظریف کے ساتھ مشترکہ پریس کانفرنس کے اختتام پر کہی۔اس کے مقابلے میں ایرانی وزیر خارجہ جواد ظریف نے کہا کہ ان کا ملک روس۔ترک قربت پر خوش ہے، اور زور دے کر کہا کہ شام کے حوالے سے ترکی کے ساتھ اختلاف کو بھرپور بات چیت کے ذریعے ختم کیا جا سکتا ہے۔انہوں نے توجہ دلائی کہ ترک۔ ایران تعاون کے ذریعے پر امن حل کو زبردست تقویت ملے گی"(العربیہ نیٹ 13 اگست 2016)۔

☆عسکری طور پر: الدولۃ تنظیم (داعش) کے خلاف جنگ کے بہانے سے ترکی شام کے معرکے میں داخل ہوگا اور روس کے ساتھ اتحاد قائم کرے گا، جو جلد ہی جنگ بندی کو مسلط کرنے کے لیے ایک بھرپور قوت کی شکل اختیار کرے گا۔ اس کے ساتھ انقلابیوں پر بمباری کے لئے روس کو سہولیات فراہم کرے گا اور ان کے "ٹھکانوں" کی نشان دہی کرے گا جن کے بارے میں معلومات روس کے پاس نہیں لیکن ترک انٹیلی جنس کے پاس ہیں۔ ممکن ہے کہ ترکی روس کو شام کے مسلمانوں کے قتل عام کے مجرمانہ مہم میں عسکری سہولتیں فراہم کرے گا۔

اور یہی کام ایران کرے گا اور ہدف کی آسانی کے لیے روس کو اڈے فراہم کرے گا، ان ممالک کے درمیان ہم آہنگی عملاً واضح ہو چکی ہے:

"چاوش اگلو نے یہ بھی کہا ہے کہ ترک جنگی جہاز الدولۃ تنظیم (داعش) کے خلاف آپریشن میں شامل ہوں گے، انہوں نے مزید کہا کہ، ہم تمام تفصیلات کی چھان بین کریں گے۔ ہم نے روس کو داعش کے خلاف مشترکہ آپریشن کی دعوت دی ہے"(الجزیرہ نیٹ یکم اگست 2016)۔ اور چونکہ یہ روسی دلیل ہے کہ مزاحمت کاروں کے ٹھکانے الگ الگ نہیں لہٰذا وہ تمام مزاحمت کاروں کو نشانہ بنائے گا!

روسی وزارت دفاع نے آج کہا ہے کہ " طویل فاصلے تک پرواز کرنے والے بمبار ہوائی جہاز "ٹو 22 ایم 3" اور لڑاکا طیارے "سو۔34" نے ہفتہ 16 اگست کو ایرانی ہوائی اڈے ہمدان سے اڑ کر حلب، دیر الزور اور ادلب میں داعش اور جبہۃ النصرہ کے دہشت گردوں کے ٹھکانوں کو نشانہ بنایا ہے"۔۔۔اس سے قبل بھی ذرائع ابلاغ نے انکشاف کیا کہ روسی فضائیہ کے "ٹو 22 ایم 3" بمبار طیاروں نے ایران کے ہمدان ہوائی اڈے سے اڑ کر شام میں دہشت گرد تنظیم داعش کے ٹھکانوں کو نشانہ بنایا ہے(رشیا ٹوڈے 16 اگست 2016)۔

بقیہ صفحہ 5 پر

حزب التحریر ولایہ پاکستان کے مقبوضہ کشمیر کی آزادی کے لیے مظاہرے

افواج کو جہاد کے لیے حرکت میں لانا ہی بھارتی جارحیت کا منہ توڑ جواب ہو گا

پریس نوٹ

حزب التحریر ولایہ پاکستان نے پاکستان اور مقبوضہ کشمیر کے مسلمانوں کے خلاف ہندو ریاست کی جارحیت اور مظالم کے خلاف مظاہرے کیے۔ مظاہرین نے بینرز اور کتبے اٹھا رکھے تھے جن پر تحریر تھا: **"بھارتی جارحیت کا منہ توڑ جواب، منظم جہاد بذریعہ افواج"**، **"فوج حرکت میں آو، کشمیر کو آزاد کراؤ"**۔

تقریباً تین مہینوں سے کشمیری مسلمان مسلسل ہندو فوج کے شدید ظلم و ستم کا سامنا کررہے ہیں اور درجنوں شہداء کے خون کا نظرانہ پیش کر چکے ہیں لیکن ہندو ریاست کے سامنے جھکنے اور اس کی غلامی کو تسلیم کرنے سے انکار کررہے ہیں۔ کشمیری مسلمانوں کی شاندار قربانیوں سے گھبرا کر ہندو ریاست نے لائن آف کنٹرول پر جارحیت کا ارتکاب کرنا شروع کردیا ہے۔ ہندو ریاست کو کشمیری مسلمانوں پر مظالم اور پاکستان کے خلاف جارحیت کرنے کی ہمت اس لیے ہوتی ہے کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ پاکستان کی سیاسی و فوجی قیادت میں موجود غدار کسی صورت افواج پاکستان کو اس کی جارحیت کے خاتمے اور کشمیر کی آزادی کے لئے جہاد کرنے کا حکم نہیں دیں گے بلکہ اپنے آقا امریکہ کے حکم پر تحمل کی پالیسی کا راگ الاپتے رہیں گے۔

یہ بات واضح ہے کہ بھارتی فوج پاکستان کو شکست نہیں دے سکتی کیونکہ اس کی بزدل افواج تو مجاہدین کے چھوٹے چھوٹے گروہوں کا سامنا کرنے سے گھبراتی ہیں جن کے پاس اسلحہ بھی انتہائی کم درجے کا ہوتا ہے لیکن وہ ایمان اور جذبے سے مالا مال ہوتے ہیں۔ تو بھارتی افواج کا کیا حال ہوگا جب وہ ایک مسلم فوج کا سامنا کرے گی جسے امت کی حمایت اور دعائیں بھی حاصل ہوں؟ اس کے علاوہ بھارت میں چلنے والی درجنوں علیحدگی کی تحریکوں کے باعث وہ خود اندرونی طور پر شدید کمزوری کا شکار ہے۔ تو کیا یہی وہ وقت نہیں جب افواج پاکستان کو حرکت میں آنے کا حکم دیا جائے اور کشمیر اور اس کے مسلمانوں کو آزاد اور الحاق پاکستان کے خواب کو مکمل کردیا جائے؟ کشمیری مسلمانوں کی لازوال جدوجہد کی وجہ سے پوری دنیا پر یہ آشکار ہوگیا ہے کہ وہ بھارت سے آزادی چاہتے ہیں۔

آج کشمیری مسلمانوں کے مظاہرے پاکستان کے پرچموں سے مزین ہوتے ہیں اور جنازے پاکستان کے پرچم میں لپٹے ہوتے ہیں تو یہ پوری دنیا کے لئے پیغام ہے کہ وہ پاکستان سے الحاق چاہتے ہیں۔ اور کشمیری مسلمانوں کو اندھا کرنے کے لئے پیلیٹ گنوں کے استعمال نے ہندو ریاست کے مظالم کو پوری دنیا میں بے نقاب کردیا ہے اور پوری امت میں اس کے خلاف غم و غصہ شدید تر ہوگیا ہے۔

کشمیر کی آزادی اور بھارتی جارحیت کے خاتمے کے لئے ہماری افواج کو حرکت میں آنے کا حکم صرف نبوت کے طریقے پر قائم خلافت راشدہ ہی دے گی جو رسول اللہ ﷺ کی فتح ہند سے متعلق بشارت کے حصول کی شدید خواہش مند ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، **عِصَابَتَانِ مِنْ أُمَّتِي أَحْرَزَهُمَا اللَّهُ مِنْ النَّارِ عِصَابَةٌ تَغْزُو الْهِنْدَ وَعِصَابَةٌ تَكُونُ مَعَ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِمَا السَّلَام** "میری امت میں دو گروہ ایسے ہوں گے جنہیں اللہ تعالیٰ نے آگ سے محفوظ کردیا ہے، ایک گروہ ہند پر چڑھائی کرے گا اور دوسرا گروہ جو عیسیٰ ابن مریمؑ کے ساتھ ہوگا" (احمد، النسائی)۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ، **وَعَدَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ الْهِنْدِ فَإِنْ أَدْرَكْتُهَا أُنْفِقْ فِيهَا نَفْسِي وَمَالِي فَإِنْ أُقْتَلْ كُنْتُ مِنْ أَفْضَلِ الشُّهَدَاءِ وَإِنْ أَرْجِعْ فَأَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ الْمُحَرَّرُ** "رسول اللہ ﷺ نے ہم سے ہند کی فتح کا وعدہ فرمایا۔ اگر مجھے وہ وقت نصیب ہوا تو میں اپنی جان اور مال اس میں لگادوں گا۔ اگر میں مارا گیا تو میرا شمار شہداء میں ہوگا اور اگر میں واپس آیا تو میں آزاد (گناہوں سے) ابو ہریرہ ہوں گا" (احمد، النسائی، الحاکم)۔

> کشمیر کی آزادی اور بھارتی جارحیت کے خاتمے کے لئے ہماری افواج کو حرکت میں آنے کا حکم صرف نبوت کے طریقے پر قائم خلافت راشدہ ہی دے گی جو رسول اللہ ﷺ کی فتح ہند سے متعلق بشارت کے حصول کی شدید خواہش مند ہوگی

ولایہ پاکستان میں حزب التحریر کا میڈیا آفس

5 محرم 1438 ہجری بمطابق 6 اکتوبر 2016

کشمیر کی آزادی کے لئے اقوام متحدہ اور نام نہاد بین الاقوامی برادری سے مدد کی التجائیں بے وقوف، بزدل اور غدار ہی کر سکتے ہیں

پریس نوٹ

21 ستمبر 2016 کو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی سے خطاب کرتے ہوئے وزیر اعظم پاکستان نواز شریف نے مسئلہ کشمیر کے حل کے لیے ایک بار پھر اقوام متحدہ ، موجودہ عالمی طاقتوں اور نام نہاد بین الاقوامی برادری سے التجائیں کیں۔ حزب التحریر ولایہ پاکستان راحیل-نواز حکومت کی اس پالیسی کو سختی سے مسترد کرتی ہے جسکے تحت مقبوضہ کشمیر کو ہندو ریاست کے جابرانہ قبضے سے آزادی دلانے کے لئے پاکستان کے مسلمانوں اور افواج کو تیار کرنے کے بجائے کفار سے مدد کی جھوٹی امیدیں لگائی جاتی ہیں۔

کوئی بھی باشعور، باخبر اور باضمیر انسان، جو اقوام متحدہ، موجودہ عالمی طاقتوں اور نام نہاد بین الاقوامی برادری کے کردار سے واقف ہو، کس طرح کشمیر کی آزادی کے لئے ان سے مدد کی بھیک مانگ سکتا ہے؟ کیا یہی وہ اقوام متحدہ اور بین الاقوامی برادری نہیں جو کشمیر سے فلسطین تک، افغانستان سے شام تک اور برما سے وسطی افریقی ریپبلک تک لاکھوں مسلمانوں کے قتل عام پر خاموش تماشائی کا کردار ادا کرتے ہیں؟ کیا یہی وہ اقوام متحدہ اور بین الاقوامی برادری نہیں جنہوں نے ایسٹ تیمور کو انڈونیشیا سے اور جنوبی سوڈان کو باقی سوڈان سے الگ کرنے کے لئے سرگرم کردار ادا کیا اور علیحدگی کو یقینی بنایا؟ کیا یہی وہ اقوام متحدہ اور بین الاقوامی برادری نہیں جنہوں نے تقریباً ستر سال سے بھارت اور یہودی وجود کو کشمیر و فلسطین کے مسلمانوں پر وحشیانہ مظالم اور قتل عام کرنے کی کھلی اجازت دے رکھی ہے اور ان کی مذمت کرنے سے بھی کترانے کے بہانے ڈھونڈتے ہیں؟

ایک عام مسلمان اس حقیقت سے اچھی طرح باخبر ہے کہ اقوام متحدہ، موجودہ عالمی طاقتیں اور نام نہاد بین الاقوامی برادری مسلمانوں کے مسائل کے منصفانہ حل اور ان پر کیے جانے والے مظالم کو ختم کروانے کے لئے کبھی کوئی کردار ادا نہیں کریں گے تو کس طرح مسلمانوں کے موجودہ حکمران اس حقیقت سے بے خبر ہوسکتے ہیں؟ اقوام متحدہ، موجودہ عالمی طاقتوں اور نام نہاد بین الاقوامی برادری کے کردار کو جاننے کے باوجود کشمیر کے مسلمانوں کو ہندو ریاست کے ظلم وستم اور جابرانہ قبضے سے آزادی دلانے کے لئے انہی سے مدد مانگنے اور کردار ادا کرنے کی التجائیں بے وقوف، بزدل اور غدار ہی کر سکتے ہیں۔ ایک مخلص حکمران، سیاست دان، قیادت اور رہنما کسی صورت امت کو غلط راستے پر نہیں ڈال سکتا۔ لہٰذا جو کوئی بھی کشمیر کی آزادی کے لئے اقوام متحدہ، موجودہ عالمی طاقتوں اور نام نہاد بین الاقوامی برادری سے مدد کی التجائیں کرتا ہے وہ پاکستان اور کشمیر کے مسلمانوں کے ساتھ مخلص نہیں بلکہ وہ بھارت کو غاصبانہ قبضے کو برقرار رکھنے اور کشمیر کے مسلمانوں پر ظلم وستم جاری رکھنے کا بھرپور موقع فراہم کر رہا ہے۔

کشمیر کے مسلمانوں نے ایک بار پھر ثابت کر دیا ہے کہ ان کا مستقبل پاکستان کے ساتھ جڑا ہے۔ ان کے ہر مظاہرے میں پاکستان کے جھنڈے لہرا رہے ہوتے ہیں، وہ اپنے شہیدوں کو پاکستان کے جھنڈے میں لپیٹتے ہیں اور ان کا نعرہ تحریک پاکستان کے نعرے جیسا ہی ہے: **آزادی کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ**۔ تو کیا وہ وقت نہیں آگیا کہ افواج پاکستان حرکت میں آئیں اور مقبوضہ کشمیر کے مسلمانوں کو ہندو ریاست کی غلامی سے آزادی دلائیں جبکہ کشمیر کے مسلمانوں نے اپنی لازوال قربانیوں کے ذریعے پوری دنیا پر واضح کر دیا ہے کہ وہ پاکستان سے الحاق چاہتے ہیں؟ لیکن موجود غدار قیادت افواج پاکستان کو کبھی جہادِ کشمیر کا حکم نہیں دے گی سوائے خلیفہ راشد کے جو مسلم ممالک اور ان کی افواج کو نبوت کے طریقے پر قائم خلافت راشدہ کی ریاست اور رسول اللہ ﷺ کے کلمہ طیبہ والے جھنڈت تلے یکجا کرے گا اور جہادِ کشمیر کا اعلان کرے گا۔

لَأَنتُمْ أَشَدُّ رَهْبَةً فِي صُدُورِهِم مِّنَ اللَّهِ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُونَ

"(مسلمانوں) تمہاری ہیبت ان کے دلوں میں اللہ سے بھی بڑھ کر ہے، یہ اس لیے کہ یہ بے سمجھ لوگ ہیں" (الحشر: 13)

ولایہ پاکستان میں حزب التحریر کا میڈیا آفس

20 ذی الحجہ 1437 ہجری بمطابق 22 ستمبر 2016

بھارتی جارحیت کا منہ توڑ جواب
منظم جہاد بزریعہ افواج
حزب التحریر
ولایہ پاکستان

منظم جہاد بذریعہ افواج
حزب التحریر ولایہ۔ پاکستان

مسلم دنیا میں اردو بولنے والوں کے لیے

حزب التحریر کے مرکزی میڈیا آفس کی اردو ویب سائٹ

www.hizb-ut-tahrir.info/info/urdu.php

حزب التحریر کے مرکزی میڈیا آفس کی ایک اردو ویب سائٹ ہے جس کو www.hizb-ut-tahrir.info کے ذریعے دیکھا جاسکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی امت میں اردو بولنے، لکھنے اور سمجھنے والے کروڑوں مسلمانوں کے لئے یہ اردو ویب سائٹ معلومات حاصل کرنے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ اس ویب سائٹ پر پوری مسلم دنیا میں خلافت کے قیام کے لیے کام کرنے والی جماعت حزب التحریر کی انڈونیشیا سے لے کر مراکش تک مختلف ولایات کی جانب سے جاری کی گئیں پریس ریلیز زاور لیفلٹ دیکھے جاسکتے ہیں۔ اس کے علاوہ اس ویب سائٹ پر مسلم دنیا میں حزب التحریر کی خلافت کے قیام کی زبردست جدوجہد کے حوالے سے تحریریں، تصاویر، آڈیوز اور ویڈیوز بھی دیکھی جاسکتی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اس ویب سائٹ کے ذریعے حزب التحریر کے امیر، مشہور رہنما اور فقیہ، شیخ عطا بن خلیل ابوالرشتہ سے سوالات بھی پوچھے جاسکتے ہیں۔

یقیناً اردو زبان کی موجودگی خلافت کا تحفہ ہے کیونکہ یہ زبان ریاستِ خلافت کی مسلم افواج کی فوجی چھاؤنیوں میں وجود میں آئی تھی جن میں ترکی، فارس، عرب اور برِصغیر پاک وہند سے تعلق رکھنے والے مسلمان موجود ہوتے تھے۔ درحقیقت لفظ اردو ترک زبان کا لفظ ہے جس کے معنی "لشکر" کے ہیں۔ آج کے دن تک اردو کا رسم الخط، اس کے الفاظ اور طرزِ تحریر قرآن اور خلافت کی سرکاری زبان عربی پر بے حد انحصار کرتی ہے۔

حزب التحریر ولایہ پاکستان اردو زبان استعمال کرنے والے صحافیوں، میڈیا اور سوشل میڈیا کو اس بات کی دعوت دیتی ہے کہ وہ حزب التحریر کی جدوجہد اور کام سے مسلسل آگاہی کے لیے اس بہترین ویب سائٹ کو استعمال کریں۔

ولایہ پاکستان میں حزب التحریر کا میڈیا آفس